

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى

فَإِنْ طَلَقَهَا فَإِنَّ الْإِجْلَالَ مِنْ عَجَلٍ حَتَّى يَنْكُحَ رَوْحًا غَيْرَهُ

وعن ابن عمر رضي الله عنهما: فقلت يا رسول الله لو طلقتهم اثلاثاً
كان لي إن أراجعهم؟ قال: إذا بان منك وكانت معصية.
(مجمع الزوائد، ج ٢، ص ٢٢٢)

عبد الله الثالث

فحکم

الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ

مؤلفه

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب رحمۃ اللہ

ناشر

مکتبہ صرفیہ

نزداد سہ نصیحتہ العالم گفتند گوی کہ ازلہ کہ

فہستہ مضامین

[illegible]

جملہ حقوق بحق مکتبہ صفائیہ گوہر الزوال محفوظ ہیں۔

طبع پنجم

ستمبر ۲۰۰۲ء

ب۔ عمدۃ اللامث (مسئلہ طلاق ثلاثہ)
 شمس اکبریت حضرت مولانا محمد رفیع خان صفدر دام مہدم
 ایک ہزار
 مکی مدنی پرنٹرز لاہور
 تصنیف صفیہ فیروز مدنی نفعہ العلوم کنگز گجر والا
 پینتیس روپے

ملنے کے پتے

[illegible]

۵۷	اس کا جواب ہم کہ اس میں جو کچھ ہے	دوسری دلیل بخاری اور مسلم کی حدیث
۸۷	ہمیں سے کسی کا رواج تھا،	ماخذ ابن حجر، بیہقی، اور سلطان
۸۸	اس کا جواب یہ تھا کہ اس میں نہایت	سے اس کی تفسیر و تشریح
۸۹	کچھ بھی نہیں تھا،	ماخذ ابن حجر، بیہقی، اور سلطان
۹۰	اس کا جواب یہ تھا کہ اس میں نہایت	تفسیر و تشریح
۹۱	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۲	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۳	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۴	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۵	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۶	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۷	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۸	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۹۹	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۰	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۱	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۲	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۳	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۴	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۵	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۶	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۷	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۸	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۰۹	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۰	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۱	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۲	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۳	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۴	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۵	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۶	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۷	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۸	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۱۹	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۲۰	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۲۱	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۲۲	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۲۳	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۲۴	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح
۱۲۵	مولا اور مولا کی صحبت	تفسیر و تشریح

دیباچہ طبع دوم

[illegible]

امام حسن علیہ السلام کو دیندار (نڈا) ۵۰۳ھ چھوڑ دی اور اس کے بعد حضرت عبداللہ بن قیس
کو بھی شریعت اور سنت میں کامل قرار دیا۔ پھر ان کے دربار میں رہنے والے عبداللہ بن حسن علیہ السلام کی نسبت
میں دیندار بن حضرت مولانا کی نظر شاہ صاحب (ابو الجحیم) نے حضرت مولانا کی عمر اور شاہ صاحب
کے تشریحی رد و اعتراضات کی فہرست میں کہ وہ ذات کے لئے حاضر اور دلچسپی کے دواں
پاک دیندار کے مستند عالم کرام کو دین پر حضرت غلامی عہد میں میں رقم دینا شروع کیا۔
پہنچا ہوا حضرت شاہ صاحب (ابو الجحیم) کی بحث اور توحیدیت پر۔ ان کے لئے انصوری
محسوس پر کیا کیا اور پھر میں میں جنوں کو دینداریت پر شریعت اور اعمال کی تائید میں
کلی میں اب یہ توحید اور انانیت کے صفت میں جس کے ذریعہ معنی عالم کو کہے جو کہ توحیدیت
اور وہ جس کے میں شریعت انجم کی وجہ سے زیادہ وقت حضرت شاہ صاحب کو صوفی سے گفتگو کا
میں ان کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کو صوفی کے ان محسوس کے یہ بات باطل کا لہجہ

[illegible]

اب پاکستان جاکر معلوم کرو کہ دوسرے فنون کی طرح ہلال بھی اس قدر کامیابی کی گئی تھی جس کے لیے اس فن کو کوہکنار کا لکھنپارہ اور اس سے ملار و خام سے متغیر ہونے سے جو کامیابی کا کیا لکھنپارہ بھی شائع ہوا ہے اس لیے میں نے مناسب خیال کیا کہ چند منظر اس کی تائید میں لکھوں۔

[illegible]

أَحْمَدُ رَضَا عَفَا اللَّهُ عَنْهُ

(مؤلف نواز الہادی شریح اردو مسیح اہماری، مکتبہ ناشر العلوم، بنجارہ روڈ، بھٹنور، ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء)

وفات پر مقرر ہیں اسے منظر فرما کر کی بعد بات نہیں کیوں کہ اسکو رد مافی باب ہر بات
اور اولد سر لایہ جو سب سے انداز حضرت کے مضامین سے اہل علم حضرات پر اور خصوصاً علما
احناف پر تو قطعاً کوئی دود نہیں پڑتی اور اہل حق کے نزدیک ان حضرات کے لیے جان اور بے قیمت
فوتے چھڑکے کوئی جیت نہیں پڑتی البتہ تین بزرگوں کے نفوس سے ضرور دو پر شک ہے
اور میں بھی جوس ہے کہ ان حضرات نے جو توشیح اور دیندی کی ملاقات میں اولیٰ حضرت اعلیٰ علیہ السلام
وہیں سے کیا ہے اور وہ اس کی یاد دلالت ہے؛ اور ایک اجتماعی مندا اور اپنے اکابر کی بول چال وفت
کی تہ پر مبنی اس کی تہ جو تین اور تہ و جد و جہد بینہ یا بینہ کچھ لائق تھی ہیں ایک کتاب
پڑ گئی جس کا نام ہے مجربہ عقالت علیہ دہلہ ایک مجلس کی تین طلاقیں جو لاہور سے
پس جاتی ہے اس کے پڑھنے سے ذیل کی باتیں وضاحت کے ساتھ نہیں لگتی ہیں۔
۱۔ تعلیق تہ تلاؤ کے موضوع پر ۴۔ ۱۵۔ ۱۶ نومبر ۱۹۰۷ء کو اسلامک ریسرچ سوسائٹی کا دار
(نمایا) کی وقت ایک مسما منعقد کیا گیا۔ (مسک)

۲۔ اس میں ذیل کے حضرات مدعو و متعلقہ تھے و مولانا محفوط الرحمن انارکلی دار بندہ
مولانا سید احمد کاکڑی مولانا مختار احمد صاحب عالم جیت اہل حدیث میں مولانا بدیع الرحمن
صاحب مولانا سید احمد صاحب مولانا محمد حامد علی صاحب مولانا شمس نادر صاحب
(مصلح) (مسلم) ان میں سے دو دیندی ہیں درمیان مقلدین اور تین صاحب اسلامیت والہ تہ
میں والی البتہ مجلس مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی اپنی مصروفیات کے باعث متعلقہ
مرتب نہ کر سکے تھے اس لیے انہوں نے مخالفت کی خواہش کے اختتام پر تقریر کی شکل میں
پنے خیالات پیش فرمائے صمدی تقریر کے بعد مدکرہ پر بحث و فیصلہ کا آغاز ہوا البتہ
اور مذاکرات سے چند ایک ان کا خطبہ صدارت منقول ہے اس میں ۱۹۰۷ء میں مولانا حضرت
کیا بیان ہے کہ تعلیق تہ تلاؤ کے باب میں کہا جا رہا ہے کہ اس پر حرام ہے لہذا ترمیم
کی گنجائش نہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے یہ جماع اس قسم کا نہیں ہے کہ اس کے بعد

کلام کی گنجائش نہ ہو کہ یہ جماع سکوتی ہے۔ ملاحظہ۔
اس عبارت میں مولانا موصوف نے صاف طور پر یہ تسلیم کیا ہے کہ تین طلاقیں کے تین
ہو سکتے ہیں جماع سے لیکن یہ جماع کبھی نہیں جماع سکوتی ہے اور اس میں کلام کی گنجائش ہے
تاریخ کو کم کر کے اس وقت کہ تسلیم شدہ کی گنجائش کے لیے نہیں کیونکہ یہ فاصلہ لائق دلیل
مضمون سے ہم اس مقام پر صرف اتنا ہی حق کرنا چاہتے ہیں کہ جماع سکوتی صرف
جماع ہی نہیں جس میں کلام کی گنجائش ہو کہ یہ جماع احادیث محمد اور دیگر کتب میں ہے
جب تک احادیث مسانے رقیب اس وقت تک اس مسئلہ میں اختلاف ہوگا تاہم اگر کچھ حدیث
مسانے آگیاں اور جماع ہو گیا تو پھر کسی کے لیے اس میں کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور
پھر کے ملک ایم مولانا موصوف فرماتے ہیں، تعلیق تہ تلاؤ کے مسئلہ میں مفتی غفر نے نظر یہ
ہے کہ حضرات امرالوہ کا اس پر اتفاق سے یہ کہ اس پیش نظر کتاب میں باحوالہ ذکر
ہے معتقد کہ کچھ تین تین طلاقیں تین ہی پڑیں لیکن احادیث کی کتابوں میں یہ بھی ہے
کہ ایک سے زیادہ طلاق اگر تاکید کے لیے ہے یا نیت تین تین کے لیے تین ہی تین واقع
میں ہیں گئی تھی خان میں فاکر بحث مجربہ یعنی غایت طاق کے کا اثر طلاق پر
کیا پڑ سکتا ہے تو کہ حالت کی وجہ سے تین طلاق سے نیت تین لیکن ان کی نیت تین کی نہیں
ہوتی اس لیے یہ مسئلہ قابل غور ہے ۱۱۔ اس عبارت سے یہ بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے
کہ مولانا مفتی صاحب مطلق تین طلاقیں کو ایک کہنے کی جرأت اور جرأت نہیں کر سکتے،
تین کو ایک کہنے کے لیے وہ مفتی حرمیہ تاکید اور بخار کو اڑنا ہے ہیں اور وہ یہ کہ کلام
ہے ہیں جس کو کلمی ذہن کے غیر مقلدین حضرات نہیں سمجھ سکی یا محض نہیں کرتے ہوئے
مطلقاً ان کو اپنا ہنزا سمجھتے ہیں اور ہم سب ذکر کرنے سے ہیں البتہ مفتی صاحب کی
یہ عبارت کہ یا نیت تین تین کی نہیں تھی بانی قول اس لیے یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ انہی
قابل غور ہے حضرت مفتی صاحب کی اس عبارت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صریح طلاق نہیں
بھی جس میں لفظ طلاق یا اس سے مشتق کی لفظ صراحتاً ذکر ہوا اپنی صراحتاً ہوتی کہ

رجل قال لم أرته طلقك او انت كسختك مني بغيري سے یا کسی نے مجھے طلاق دے
مطلقاً او شئت طلقك او ضیعت وہ ہے یا کسی نے طلاق دے یا کسی نے میری طلاق چاہ چکا
طلاق او وقت طلقك او قال ہوں یا کسی نے میری طلاق پر دینی چاہی ہوں یا کسی نے
خدی طلقك او قال وہبت لك نے ترسے اور طلاق دینے کی ہے یا کسی نے تو اپنی طلاق دے
طلاقك ولہ ینو شیئا یقع الطلاق یا کسی نے تجھے میری طلاق پر کسی سے اور اس نے نیت
رقازی کا بیان ہے (مکمل)

اس عبارت میں بھی صریح طلاق کا اور بڑی کی تعیین کا ذکر ہے اور اس میں اس کی تصریح
ہے کہ اگر نیت مذہبی ہو بھی طلاق واقع ہو جائے گی فقہ حنفی کی ایسی واضح تصریحات کے کہ ہوتے
ہوئے یہ دعوے نہ کرنا صریح طلاق میں بھی اگر نیت طلاق کی نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی یا اس
علمی معاملہ ہے صریح طلاق میں نیت کے شرط نہ ہونے پر فرقہ گاہ جامع نے مؤلف الذہبی کا اختلاف
کو نہ لیا فقہ حنفی النبی فیہ اجماع الفقہاء الاولاد (فتح القاریہ ۲ ص ۱۰۰ طبع ہند)

ہاں اگر کہنا ہے کے الفاظ میں سے کسی عبارت سے طلاق ہو تو اس کا معاملہ الگ ہے وہ عمل نزاع سے
بالکل خارج ہے باقی حضرت مولانا مفتی علی بن صاحب علامہ ابن عزم حنفیہ کی بڑی
میں یہ فرماتے ہیں کہ اگر نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی صریح طلاق میں اس کا مطلب
یہ لینا چاہیے کہ ان کی عبارت میں حرث وادع طلق وغیرہ کے لیے نہیں بلکہ غیر کے
لیے ہے یعنی عطف ذمت نہیں بلکہ عطف صفت اور غیر ہے اور شیخ الفاء اہم ہو یہ وہ
لے اس کے جوڑ کی تصریح کی ہے ملاحظہ ہو ابن کثیر ۲ ص ۱۴۰ وغیرہ اور اس سے دینی تاکید اور تکرار
اور حکایت والی صورت مزبور کی بڑا ایک اتفاق یہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور صورت مراد
نہیں ہے جو اصل کا لفظ طلاق بھی صریح ہو اور عورت کی بھی تعیین ہو کہ وہ طلاق دہندہ کی
منکوہ ہے تو اس صورت میں نیت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے بلکہ نیت بھی طلاق واقع ہونے کی
ہاں اگر لفظ طلاق تو صریح ہو لیکن عورت تعیین نہ ہو تو پھر بلا نیت طلاق نہ ہوگی اہم تا یہ بیان
ہی گھٹتے ہیں۔

رجل قال امرت طالق او قال طلقك کسی نے کہ تو عورت کو طلاق دے یا کسی نے کہ تو مجھے طلاق
امرته شئت او قال لم اعن به امراتی کو تو مجھے طلاق دے یا کسی نے کہ میں نے اس سے اپنی
بیعت رقاہت میں (چتر)

اس عبارت میں امرت اور امرت سے عورت میں لفظ عورت کی تصریح نہیں کی ہے عورت میں لگتی
طلاق کا لفظ صریح ہے مگر اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور فقہی طور پر لفظی اس کی تعیین بھی کرے گا
الغرض صریح طلاق میں جس میں طلاق کا لفظ بھی صریح نہ ہو مگر امرت کو خود بھی اس کی تعیین ہو
نیت کی مطلقاً حجت نہیں پڑتی اس میں قطعیت بھی طلاق واقع ہوتی ہے اور حدیث
نکاح حدیث میں حدیث میں حدیث کا اسی کتا ہے اس میں امرت لفظ ہے اس کی واضح دلیل
ہے اصحاب طلاق صاحب تاکید کی صورت میں نیت کو ایک قرینہ ہیں نہ کہ مطلقاً دلیل کا غیر
مقلدین حضرت کو دیکھ کر ہوئے اور مفتی صاحب کی تصریح میں یہ جملہ بھی مذکور ہے کہ لفظ اتفاق
قد فرغ کرے پر زور دیا گیا تھا مگر سمجھ کر کوئی اس سے کچھ متاثر ہے کہ حدیث میں اس سے
کے باقی مانی ضرورت پر کسی ضرب لگائی ہے کہ اتفاق حدیث میں مذکور اتفاق کی طرف کو اور
مطلقاً میں طلاق کو ایک قدر دیکھ کر رامت اختیار کر داس کی وہی صورت اختیار کر دے جو
حضرت فقہا کرام سے منقول ہے مگر نیز مقلدین حضرت میں جو دلیل و دلیل کی وجہ سے مولانا
مفتی مفتی الرحمن صاحب کو مطلقاً اپنا جہاز قرار دے کر لے گئے ہیں فتاویٰ قاضیان ۲ ص ۱۰۰
ملاحظہ فرمائیے فائز طلاق کی تعلیق وغیرہ کی صورت میں ہے ملاحظہ فرمائیے مگر میں مگر طلاق
کو ایک قرینہ ہے کہ ایک جزئی بھی ہو تو نہیں ہے مطلقاً ایک مولانا مکتون طلاق کا
فاضل دایمہ مکتون ہے چنانچہ وہ پہلے اس مسئلہ کے اختلاف کی وجہ سے چنانچہ جو لے لے لے لے
یہ امر آخر میں گھٹتے ہیں۔

اب کہیے سوال کے معنی میں درج ٹھوک ٹھوک اور امرت بھی سماعت فرمائیے۔
او طلاق او طلاق میں درج ٹھوک ٹھوک سے اگر کہیں امرت کی نیت ایک کی ہو۔
اور اس کے لئے تاکید کے لیے باقی دو دفعہ مزید کہ دیا ہو یا باقی دو سے اس کے کچھ بھی نیت

یہ تھے ۱۰۔ غلیظہ جماع الدین صاحب مرحوم صدر ان کی وفات کے بعد ان کی مجلس میں ملازمین صاحب سابق حضرت بخش پاکستان کا افتتاح کر کے ۲۰ حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب قناری ۲۰۰۔ خلیفہ علیہ السلام صاحب ۲۰۰۔ سرگزشت الرحمن صاحب ۵۰۔ بیگم شہناز کبیر ۱۰۔ بیگم الزمیر صاحبہ ۱۰۔ بیگم شمس الدینا رنجو صاحبہ ۱۰۔ سرگزشت الرحمن صاحب ۱۰۔ اگرچہ مولانا اس میں حصہ نہیں لیا مگر اس کی منظوری انہوں نے دیدی اور حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب قناری نے اس پر ایک فتویٰ نوٹ لکھا جسے جس کی بارگاہ کیش کے نظریات اور ان کی مخالفت سے شدت کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔ یہ نوٹ ایک تنظیم کی صورت میں حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔ اس طرح یہ رپورٹ مولانا صاحب صدر کے علاوہ غلیظہ علیہ السلام صاحب اور دیگر تینوں بیگمات کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

(دعا حضرت جو علی کیش، رپورٹ پر مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کا تبصرہ ص ۱۰۹) اس لحاظ سے اس کیشن میں حضرت ایک ہی مسئلہ علم تھے جنہوں نے باقاعدہ دین رکھا ہے مگر وہ بھی اس رپورٹ سے سخت ڈالا ہیں، باقی کثرت آزاد خیال مداخل اور بیگمات کی ہے اور اکثر خبروں کے ایسے ہیں انکسٹنٹ علی التلقا علی علیہ السلام کا یہ ارشاد کس شان سے مخفی ہے، ان فتنہ مند عقل و دین (بخاری ص ۱۰۹) کے پیچھے (دین) کہ وہ عقل و دین کے لحاظ سے ناقص ہوتی ہیں اور اس عالم کیش کی رپورٹ میں ایک شہرہ ان کا یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ دی گئی تین ملاقاتوں کو ایک قرار دیا جائیے اور اس کیشن نے تین ملاقاتوں کی تین قرار دینے کو بدعت ضلالت اور غیر اسلامی قرار دیا ہے (درمختصر تبصرہ مولانا امین احسن اصلاحی ص ۱۱۱) انشاء اللہ تعالیٰ آپ باحوال اس کتاب میں یہ بحث پڑھیں گے کہ تین ملاقاتوں کو جو اگرچہ ایک ہی مجلس میں دیکھی گئی تین تین کہنے پر بلا فخر قرار دیا جائیے احادیث وال میں اور جو جو صحابہ کرام ائمہ اربعہ اور جو محدثین کرام کا جملہ بھی اسی پر ہے اور اس کے مقابل میں علماء میں سے صرف چند نفوس میں جن کا ذکر دینے مقام پر آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اس وقت چند مغرب زدہ حضرات اور آزاد خیال کچھ عورتیں میں جن

کے پاس دلائل کے بجائے نوسے نبیاست ہیں اور بس انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ تمام دیندار طبقے اور خصوصیت سے حضرات علماء کو اس غلط نظریہ کی زبردستی دیکھ کر ان فرقوں و مذہب اور جو صحابہ کرام اور جو ائمہ اور جو محدثین کا ساتھ دینے کو کاسالی مفت اسی میں حصہ سے محروم نفوس ہے ان علماء پر جو اس نازک دور میں بھی بھگتے ہیں اور کثرت کا ساتھ دینے کے لئے قربت اللہ صاحب کی جسے مغرب زدہ طبقہ اور آزاد خیال عورتوں کی تائید و تصدیق پر کمر بستہ ہیں خواہ اس میں نہ مشغول و غیر متعلقہ عالم محترم مولانا محمد امجد علی صاحب راجہ الزمیری نے جو اب مرحوم ہو چکے ہیں عالم کیش رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عالمی قوانین کا سودہ جب پیسے پہلے مشائخ ہوا تو عالمی کیش کے ایک ممبر مولانا احتشام الحق صاحب قناری نے اس پر ایک انتہائی نوٹ لکھا جو نہایت مفصل اور کئی صفحات پر مشتمل تھا عالمی قوانین میں حکومت نے مزید جلائی ٹاٹ کر کو جو ایک وقت دی جاتی ہے ایک شمار کرنے کا اشارہ کیا تھا مولانا احتشام الحق نے جو نوٹ لکھا وہ انتہائی عصمت سے بھرا ہوا تھا مولانا احتشام الحق نے یہی قول اور حال میں آگے سے ہیں اس کی امید بھی الا

مولانا احتشام الحق صاحب نے تو انتہائی مسلمانوں اور مغربیوں کا ثبوت دیا کہ وہ دیندار اور جو ائمہ کے دامن کو سنبھالنے کے لئے اس کے خلاف عیسوی مخصوص چیز کا سبب کیسے اورچے رہے ملاقاتیں لینے کی تمہید کا دھکا گڑ گڑ کر رکھ دیا ہے مگر ہزار در ہزار نفوس تو ان کو مانجیے نہ کہ برہمہ جو اپنی جماعت میں حالہ فہم میں بھیگے مارتے تھے اور بیع المشرک بھی جو وہ خود انتہائی عصمت کا لہجہ ہیں اور بکائے جمہوریت کا ساتھ دینے کے وہ عصمت زدہ طبقہ اور آزاد خیال بیگمات کا اتحاد فرماتے ہیں، انہی جمہوروں کی وجہ سے ہم نے نہایت سلی طریقہ پر کتاب قدیمین کو کم کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کی ہے کہ وہ اس خاص دینی مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر نگاہ ڈال سکیں اور خود دیکھ لیں کہ حق کس کے ساتھ ہے اور دلائل کس طرف ہیں؟ اور جسے نبیاست مگر وہ ضعیف اذال اور نہ صرف ضعیفوں پر گویا عالمی دنیا رکھ رہا ہے کہ کہو کہ جسے اس دوطرف دلائل سامنے نہیں اکثر افتات حقیقت بھل کر سامنے نہیں

و بعضہا استیبق الشیاء

اس سطر پر قریباً وراثتاً ثابت کچھ لکھا جا چکا ہے، مگر شرح حدیث، کتاب تفسیر اربعہ خیر
میں اس پر خاص ملاحظہ فرمائیے اور درود زبان میں بھی اس پر بعض حضرات نے نظر نہیں کیا اور اس
جمع کے ہیں جو زبان میں بہترین اور سادہ حضرت مولانا محمد سعید الدکن صاحب فاضل دامت برکاتہم کے
ہیں ایک کا نام الامام المعروف ہے اور دوسرے کا الزہار المعروف ہے۔ ہم نے آج سے
قریباً بیس سال قبل ان کا مطالعہ کیا ہے اور اس کتاب میں بھی ان کے بعض حوالے درج ہیں مگر
ہماری دانت میں ان میں بعض تبدیلیاں تھیں، ضرورت تھی کہ ان کو بھی باہر کے ساتھ دیکھا کر
کر دیکھتے اس بار سے ہم نے عمدۃ القامات نامی رسالہ آج سے تقریباً بیس سال قبل لکھا
تھا مگر بعض مجبوروں کی وجہ سے طبع نہیں ہو سکا تھا جس کا اب ایک خاص ترمیم کا وقت مل گیا
کی ضرورت میں پیش کیا جا رہا ہے، اگر کسی صاحب علم اور صنعت مزاج بزرگ نے داغ و دل
سے ہماری غلطی پر مہربانی فرمائی تو فائدہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی اصلاح میں بہرہ بخش ہو گا
کیونکہ ہمارا مقصد صرف اصلاح ہے اور نہیں۔ اِن اَوْبِدْ اَزْ اِیْضَ حَاجَہِ سَمَاسَاطُحَہِ
وَمَا کُوْنُیْ اَزْ اِیْضَ حَاجَہِ

محقق

ابوالزادہ محمد رفیع خاں

خطیب جامعہ لکھنؤ و مہتمم مدرسہ نفعۃ العوام کراچی

۲۲ شعبان ۱۳۸۱ھ
۲۵ دسمبر ۱۹۶۰ء

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ
اَلْقَدِیْمِ اِلٰی حَاقِقَةِ النَّاسِ بِخَبْرٍ وَّكَدِّیْنِ ۝ فَهَقُّ نَصْرَةِ اللّٰهِ مَعَالِمُ الْحَقِّ
تَشْرِیْحًا وَفَتْحٌ سِرِّیْنِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہِمْ وَجَمِیْعِ اُمَّتِہِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ
کُنْیُوْا کُنْیُوْا ۝ اَمَّا بَعْدُ
مذہب اسلام کی جامعیت

مذہب اسلام ایک مذہب جامع اور مکمل مذہب ہے جس میں انسان کی زندگی کے مختلف
اور متنوع گوشوں پر سرِ حاصل ہدایت موجود ہیں انسان اپنی زندگی کے کسی گوشہ کی طرف کسی
ایسی شخص میں متوجہ نہیں ہو جاتا جس میں اسلام نے اس کی رہنمائی نہ کی ہو اور محتاط مددِ اعمال اور
مصلحت و معاملات کے سبھی پہلوئوں پر حسب ضرورت روشنی نہ ڈالی ہو اس وقت دنیا میں
کوئی مذہب ایسا نہیں جاتا یا جاسکتا جو اپنی جامعیت میں اسلام کے ہم قدم ہو گیا اس کا اثر
عظیم بھی ثابت ہو سکے اور صداقت اسلام کو اس پر متباد ہے اگرچہ بعض لوگ اس پر حق
بہترین اور اعلیٰ مذہب کو تسلیم نہ کرتے اور اس کے خلاف سے بھی چلتے اور شہادتے مگر جس کا
مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مغربی تمدن کی جو نسبت ہے ان کے دل و دماغ کو
ماؤں اور کھجور کو شیر و کریم ہے اور تو اہل سنت و اہلِ اولیٰ انہیں اسلام کی حدود و
تہود پر پابندی ہے کی راہ میں سخت رکاوٹ ڈال رہی ہے اور اسے دن اسلام کی نئی تعبیر کرنا
اور تفسیر کی جاتی ہیں اور کھنسل و غرور و فتنہ زمانہ کے ساتھ ساتھ چیلن اور اسلامی اصول و
فروع کو اس طرح پریشان کرنے کے لیے خوشنما اور دل بالفاظ اور تعبیر سے ملین کی جاتی ہے اس
میں کوئی شک نہیں کہ فخرِ زاد دینی ایک نعمت ہے مگر اسی مذہب جب تک کہ شریعت

کے مطابق جو رد بقول علامہ اقبال مرحوم یہ الیس کی ایک بات ہے۔
گو خلیفہ فلولو سے روٹن سے زمانہ
آزادی افکار سے الیس کی ایجاد

اشائی زندگی کے سفر میں ایک صراطِ نکاح کا بھی آتا ہے جس پر قرآن و حدیث میں
کھسے کھسے احکام اور اس کی تفسیر پر صریح اور اشارات ہر دو میں الیس اس کو نصیب دین سے
تفسیر فرمایا کہ وہ ۱۳۵۲ء اور الیس کے متعلق ہے اس سے اعراض پر سنت سے اعراض
کرنے کی وجہ فراموشی بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ پر ارشاد ہے کہ چار چیزیں عزت انبیاء کو
علیہم السلام کی سنتوں میں ہیں۔ سنا کرنا، خوشبو لگانا، نکاح کرنا اور سوا کرنا۔
والجامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ میں ان میں سے تیس کی تفصیل الیس نے کی ہے اور باقی تین
دی گئی ہیں۔ اور جب نکاح کرنا اور شرعی دائرہ میں رہ کر یہاں بڑی کاگو تعلق رکھنے والی تہذیب
سنت اور تفصیل الیس نے الیس نے بہترین فراموشی سے اس تعلق کا کوئی بھی اسی اعداد کا ہوش
ذرا نہ بدامرد ہو گا جس قدر کہ وہ مجتہد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے
ہیں کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں حلال کی ہیں ان
میں طلاق سے زیادہ بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے (الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۷) وقال حسن
والصمد جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ وقال الحاكم ص ۱۱۱ وقال الذهبي ص ۱۱۱ علی شرط مسلم
اس سے معلوم ہوا کہ طلاق یا زوجہ حلال اور حرام ہونے کے اللہ تعالیٰ نے نزدیک ایک نوعیت
قرین چیز ہے اور اللہ تعالیٰ ملازم طلاق پر راسی نہیں ہوتا اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت
ہے وہ فرماتے ہیں کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت نے بلا کسی مجبوری
کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کی خوشبو حرام کر دیتا ہے۔

(الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ وقال حسن والصدوق جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ وقال الحاكم والذهبي
ص ۱۱۱ علی شرط مسلم) اس صحیح اور صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ ہر انشد مجبوری کے
طلاق کا مطالبہ نہایت نہیں ہے اور ایسا مطالبہ کرنے والی عورت کو تشدید اور تنبیہ یا زنا

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس جنت کی خوشبو بھی حرام کر دیتا ہے چہ جائیکہ وہ جنت میں داخل ہو
سے مگر آخر انسان انسان ہے بعض ارشاد و ناگزیر حالات میں غریب اسلام نے طلاق کی
اجازت بھی دی ہے اور اس کی تہود و حدیث میں تین ذیلی ہیں دو بہائیت میں موسومہ ہزار
ہزار تک طلاق ہے کہ جو صریح کہیں کہ مستوحی تھا مگر اسلام نے اس کی حد بندی کر دی اور
یہی اس کے غلط کرنے کا تین طلاقوں میں اخصار کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (جس کا
خلاصہ یہ ہے) کہ طلاق دو دفعہ کی ہے اس کے بعد یا تو چھ طلاق سے رکھنا مناسب ہے یا
عذر طلاق سے چھوڑ دینا اچھا ہے لیکن اگر اس کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی تو اب وہ
عزت ہٹنے کا تین طلاقوں کے بعد بھی تین طلاقوں کے بعد وہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے اور
پھر وہ فوت ہو جائے یا اپنی مرضی سے طلاق دے دے اور عدت گزار جائے اس حد تک تو حرام
انحراف اور اہل اسلام متفق ہیں البتہ طلاق اور اس کے بعد رجعت کی بعض صورتوں میں کچھ
اختلافات بھی ہو جاتیں اس مقام پر صرف دو مسئلے بیان کرنا ضروری ہے جن کا اس رسالے
تعلق ہے اور جن کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہے اور جو اس کے لیے اس بات ذہن نشین
ہو سکے۔

۱۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ایک مجلس اور ایک مجلس سے تین طلاقیں دینا جائز اور
سنت کے مطابق ہے یا خلاف سنت اور رجعت ہے؟ حضرت امام شافعی حضرت امام حنفی
حضرت امام مالکی اور علامہ ابن حزم وغیرہ اس کو جائز اور سنت سمجھتے ہیں باقی حضرات ایک
وقت تین طلاقوں کو غیر متعین رجعت اور مکروہ سمجھتے ہیں لیکن فرماتے ہیں کہ تین طلاقوں کے
واقعہ میں کوئی شک نہیں واقع ہر حال تین ہی ہوں گی چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ ایک وقت
تین طلاقوں کا جمع کرنا جائز ہے (شوافع کے نزدیک حرام نہیں لیکن بہتر ہے کہ تین طلاقیں
الگ الگ تفریق کر کے دینی جائیں اور امام احمدؒ اور ابو حنیفہؒ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالکؒ امام
اوزاعیؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ رجعت نہ (نہرہ علی شرط مسلم)
بعض ائمہ کا خیال ہے کہ کسی سے تین طلاقیں واقع نہ ہوں گی کیونکہ یہ رجعت ہے اور جو

بجز خلاف سنت ہواس کا وقوع کیسے؟ اس گمراہ کا ذکر عریضہ آ رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ پر حضرت
بیک وقت تین طلاقیں کو پانچ نہ سمجھتے ہیں وہ اپنے استدلال میں نص قرآنی بھی پیش کرتے ہیں چنانچہ
عائدہ اولیٰ کلمہ حریم الطاہری (المترقی ۱۵۴ ص ۱۵۴) لکھتے ہیں کہ:-

شعبہ واحد ما من حجة من قال ان الطلاق
الثلاث مجموعة سنة لا بدعة
قول الله تعالى قَالَن طَلَقَهَا فَذَكَرَ لَهَا
لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَضَعَهَا عَيْنَا
فهذا يقع على الثلاث مجتمعة
ومفرقة ولا يجوز ان يخص هذه
الآية ببعض ذالک دون بعض بغير
نص اه (مجلد اول ص ۱۵۴)

گراماںظ ان جرم کے نزدیک شرع طلاق تین طلاقیں اس آیت کے یہ مفہوم
میں داخل ہیں اسی طرح تین طلایں بھی اس کے منہم میں داخل ہیں اور شرع طلاق تین طلاقوں پر
تین طلاقیں کے وقوع میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں اور نہ ان کے مطابق سنت اور جائز ہونے
میں کلام ہے لیکن اسی طرح دفعہ تین طلاقیں کا کلمہ بھی اس میں داخل ہے اور اس کے سنت اور
جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں اور وہ ان کی صورت نفس کے تین متفرق طلاقوں پر اس آیت کے یہ
کو منہم کر دینا درست نہیں ہے کیونکہ نہ احتمال سے نفس کو جو مخصوص ہو سکتی ہے یا اس سے
اس پر نہ ہو سکتی ہے؟ اور ان معاملات کی طرف سے دوسری دلیل اس میں یہ پیش کی گئی ہے کہ
حضرت عمرؓ میں بعض اعمالی نے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنی پوری
نورثہ ہمت پیش کی تو اس کے بعد:-

قال دعویٰ سکت بک علیہا یا رسول
الله ان احکمتھا فخلفتھا شددا
وسلم اگر میں اس کہنے پر اس روئی اور پوری بنا کر

قبل ان یأمرہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم - بخلافی جلد ۲ ص ۱۵۴
جلد ۱ ص ۱۵۴ (دشانی جلد ۲ ص ۱۵۴)
ہی اس کو تین طلاقیں سے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دفعہ واقع ہو سکتی ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اس پر کوئی ایسا کر نہیں فرمایا اگر تین طلاقیں دفعہ ناجائز اور طلاق مومن ہیں تو
آپ اس پر ہرگز نہ فرما سکتے بلکہ اس کو منع فرماتے (حسن الدکبری جلد ۱ ص ۱۵۴)
اور امام بخاری نے اس پر باب من جاز الطلاق الثلاث اور امام شافعی نے باب البتة
فی ذلک قائم کر کے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا بھی جائز نہیں
اور تین کی خصوصیت و امتداد ہے اور بھی اس سلسلہ میں کئی روایات ہیں مگر یہاں مقصد مقدم
والہ کی یاد کرنا نہیں بلکہ محض بات کو واضح کرنا ہے جو حضرت بیک وقت تین طلاقیں
کو جائز سمجھتے ہوئے بھی اس نفل کو مکروہ اور غیر مستحسن وغیرہ کہتے ہیں ان کے لیے ہرگز کی دلیل
نہیں ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے اور اس کے غیر مستحسن اور مکروہ وغیرہ ہونے کے لیے وجہ شرک
موجود نہیں بلکہ یہ روایت پیش کرتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:-

الخبیر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
عن رجل طلق امرأته ثلاثاً طليقاً
جہم فاحتقار غضبنا قال لا یحب
بکتاب الله وانما بیننا ظہرک
حتی قام رجل وقال یا رسول الله
اقتلہ؟ (دشانی جلد ۲ ص ۱۵۴)
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ روایت دیکھ کر
اکٹھیں نے تین پوری کو کھلی تین طلاقیں سے ہی آپ
علیہم السلام نے یہ فرمایا کہ یہ تو کلمہ ہے جس کا یہاں
بکتاب اللہ و انما بیننا ظہرک
کی طرح کلمہ ہوا اور اس نے کہ حضرت اکیا میں اس
غضب کی قتل نہ کروں؟

حافظ ابن قیم (المترقی ص ۱۵۴) فرماتے ہیں اسنادہ علی شرط مسلم اھ و ذکر المعاد حاکم
ص ۱۵۴) کہ اس کی سند کم کی شرط صحیح ہے اور علامہ مارینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسند صحیح ہے
(المجموع النقی جلد ۲ ص ۱۵۴) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں اسنادہ بخاری و ابی داؤد و ابی یوسف و ابی حنبلہ و ابی

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں دلائل مؤلفون ربیع المذہب ۱۲۴۰ و مع سبل السلام جلد ۱ ص ۱۰۰
اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ فضیل بن عیاض نے یہ روایتیں روایت کی ہیں۔ درر
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اس روایت میں کمال ہے اور نہ ہر ارشاد
فرماتے کہ میری ہجو کہ میں اللہ تعالیٰ کی کئی باتیں کہیلا جا رہے ہیں، ان آپ نے فرمایا کہ اس کے
ان تینوں کو اس پر ناندھی کہ یا عیاض حضرت عیاض کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ فرما
فرمایا تھا چنانچہ حافظ ابن العیاض حضرت عیاض کی حدیث میں ہے کہ اس روایت کو کمال ہے کہ اس نے فرماتے
میں راصل عبارت قاضی ابوبکر بن العزیٰ کی ہے کہ حافظ ابن العیاض نے اس کا رد نہیں کیا۔

فہم یردہ النجی صلی اللہ علیہ وسلم پس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی ملائکہ کو
بل اعضا و کما فی حدیث عیاض رزہ نہیں کیا بلکہ ان کے تفرق فرمایا اور پیسے کو عیاض کی
العیاض فی اللسان حیث اھضی حلقہ کی معانی والی حدیث میں ہے کہ آپ نے اس کی تفسیر
الحدیث و لہ یردہ زہدیب سنن کو تفرق فرمایا اور رد نہیں کیا۔

ابی داؤد جلد ۳ ص ۱۱۱ طبع مصر

اور ابوداؤد و سلم جلد ۱ ص ۱۱۱ میں حضرت عیاض کی روایت میں ہے۔

فطلقا ثلاث قطیقات عند رسول محمد حضرت عیاض نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاففہ عیاض کے سامنے پوری کچھ روایتیں دے دیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انرا کہنے ان کو تفرق فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بنی ملائکہ کو آپ نے جاری اور ناندھی کو کہا کہ میں نے یہ سن کر
کی وجہ سے ناندھی کو اظہار بھی فرمایا نہ یہ کہ ان کو رد کر دیا اور ان کا کچھ اعتبار ہی نہ کیا جیسا کہ
بعض کاتبہم کو گول کر رہے ہو۔ حافظ ابن العیاض فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے عیاض بن ابیہ
کی حدیث میں یہ لفظ بھی ناندھی کے لئے نہیں و اعضا علیہ و لہ یردہ اور یہ موضوع میں کوئی
حدیث کی کسی کتاب میں یہ مذکور نہیں اور تاں کہ نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے یہ الفاظ اپنی طرف سے
ناندھی کے لئے ہیں و محصلہ راغاشۃ الیہان جلد ۱ ص ۱۱۱ مگر جو کہ استدلال اس طرح

نہیں کہ حضرت عیاض کی حدیث میں یہ لفظ موجود نہیں بلکہ ان کا استدلال باہر طرح ہے کہ ابوداؤد
براصح ۲ کی روایت میں حضرت عیاض کی حدیث میں ہے کہ حافظ ابن حجر نے یہ الفاظ روایت کی ہیں۔

فطلقا ثلاث قطیقات عند رسول اللہ کر اس نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاففہ رسول یہاں کو کہتے ہیں ثلاثیں ہے ڈاؤس روایت ہے ان کو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث نافذ کر دیا۔

اس روایت کے باقی سامنے روایت میں اختلاف ہے تو عیاض بن عمر و ابیہ العزیٰ ہیں
ہے ہم ابیہ عیاض فرماتے ہیں کہ عیاض بن عمر نے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابن ہب سے ایسی
روایت بھی نقل کی ہے جن میں بن عمر نے فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف الحدیث ہے
اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف الحدیث ہے لیکن امام ابن حبان اور امام ابن شہین اس کو
ثقات میں لکھتے ہیں اور امام ابیہ عیاض فرماتے ہیں کہ ضعیف لہ بالحدیث نہ شہین کہ فی
حدیثہ بطیعی اور یہ مسلم ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ کا روایت ہے (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۱۱)
امام ابوداؤد اور علامہ سنن نے اس روایت کو نقل کر کے دونوں اس پر سکوت کرتے ہیں اور
ضعیف کا کوئی حکم اس پر نہیں لگاتے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت
قابل اعتبار ہے اور امام خطابی معالم السنن ص ۱۲۲ میں اس روایت کے متنی معانی قریبان
فرماتے ہیں مگر اس پر ضعف کا کوئی حکم نہیں لگاتے گویا ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل
اعتبار ہے۔

اور امام خطابی نے تصریح کرتے ہیں کہ موضوع بمقرب اور محمول ضعیف حدیث کی اہم ہیں۔
و کتاب ابی داؤد و ابن ماجہ ص ۱۱۱ اور ابوداؤد کی کتاب موضوع و غیرہ سے باکمالی
وجوہا انہا ص ۱۱۱ ہے اور ان کو رد نہیں کرتے۔

گویا امام خطابی کی تحقیق کے دوسرے ابوداؤد کوئی روایت موضوع نہیں ہے علاوہ
انہیں گویا یہ الفاظ بھی ہوں تب بھی جو کہ استدلال واضح ہے وہ یوں کہ باوجود آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناواضحی کے اس روایت پر بھی جیسا کہ ہے دو تین کا وقوع

کہ جس نے کہا کہ ایک جس پر ہمارا سر اور سر بخود نہ ہو تو وہ کام اور عمل مردود ہے۔ اہل اربعہ
 بن حضرت نے (یعنی سے) یہ مذہب نقل کیا ہے اور اہل اربعہ سے بھی اس مذہب کے یہ مذہب نقل
 کیا ہے لیکن پھر انہوں نے مذہب کیا ہے کہ اہل اربعہ کا یہ مذہب جو اہل کتب سے کہ یہ داعیوں کا نقل
 ہے، بیشتر مذہب ہے کہ ان تین مذاہب سے ایک مذہب طلاق ٹہرنے کی اور حضرت ابن عباسؓ
 سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ مذہب نقل ہوا کہ یہ مذہب ہے، اہل اربعہ
 ہا کہ اپنے میں ہر مذہب صحیح سند کے ساتھ ان سے یہ ثابت نہیں ہے، لہذا ان سے مطلق
 نبوت کا قول بالکل غلط ہے، جنت آگے آگے کی، افسار اللہ تعالیٰ معذور، اہل مذہب نے ان کا یہ
 مذہب ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے قبل ان میں دخل دیا گیا تھا کہ یہ مذہب بھی
 اور مذہب ۲۹۹ میں ہے اور اصول حدیث کے مذہب سے مطلق روایت میں اس مذہب کو روایت
 کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ معذور، اہل اربعہ فرماتے کہ یہ اہل اربعہ کا یہ مذہب ہے، لہذا ان سے
 کہ چرخی طلاق ٹہرنے کی غفلت کی مخالفت کی ہے، لہذا اس کو غفلت کی طرف لٹایا جائے
 گا ان کی بات ختم ہوئی اور مذہب اور مذہب کا یہی قول ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے
 بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ پھر مذہب کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اس مذہب کو ایک دفعہ تین
 طلاقیں دی گئی ہوں جس سے غافلہ مذہب کی طرح کہ ہے تو وہ تین ہی دفعہ مرداد واقع ہو جائیگی
 اور اگر اس مذہب تین طلاقیں دی گئی ہوں جس کے ساتھ غافلہ مذہب کی طرح کہ ہے تو وہ تین ہی دفعہ
 کی تو اس کے حق میں تین طلاقیں ایک ہوئی اور حضرت ابن عباسؓ کے اصحاب میں سے ایک
 گروہ کا یہی قول ہے اور اہل اربعہ بن نصر المروزی نے اپنی کتاب اختلاف العلماء میں یہی قول اہل
 اصحاب میں راہروہ مذہب نقل کیا ہے، ابو رزاعا و ابو یوسف و ابو حنیفہ، اور اعلام الموقعین ج ۳ ص ۵۸۲
 ص ۵۸۳ اس مذہب کا یہی قول ہے انہوں نے کہ ہے اور اسی طرح حافظ ابن تیمیہؒ نے فتاویٰ ج ۲
 ص ۵۸۲ میں بحث کی ہے۔ ان حضرات کے دلائل و دلائل نہایت اختلاف کے ساتھ نقل
 تعالیٰ اپنے مقام پر بیان ہوئے، مذہب مذہب کہ اس مقام پر چند مذہبوں سے بھی عرض
 کر دینے جائیں تاکہ عمل نزاع کی تعلیم میں کوئی الجھن باقی نہ رہے۔ حافظ ابوالوہید محمد بن احمد

المعروف ابن رشد المالکی والشرعی ۵۹۵ھ فرماتے ہیں کہ کلمات اطراف اور شہروں کے
 جہر فضا کر کے مذہب میں کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور اس کے
 بعد عورت نکاح ہو جائے گی جیسے تیسری طلاق کے بعد عورت نکاح ہو جائے ہے، اور اہل ظاہر اور
 ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ صرف ایک طلاق واقع ہوگی (بداية المجتہد ج ۲ ص ۵۸۲ حضرت
 اہل اربعہ کا یہی قول ہے کہ صرف الزوی الشافعی والمزنی ۵۹۶ھ) کہتے ہیں کہ یہ شخص نے اپنی
 بیوی کو کہہ کر تو چھ پر تین طلاقیں ہے تو اہل ظاہر، اہل مالک، اہل حنفیہ، اہل مذہب مذہب
 غفلت کا یہ مذہب ہے کہ تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی حضرت طائوسؒ اور بعض اہل ظاہر نے
 یہ کہ صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور حجاج بن اوطا اور محمد بن اسحاق سے بھی یہی مذہب
 (شرح مسلم ج ۲ ص ۵۸۲) اہل اربعہ کا یہ مذہب ہے کہ اہل اربعہ (المزنی ۶۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ
 ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں کے واقع ہونے پر جناح ہے (مستقی الاشیاء ص ۵۸۲) و
 ابن عبد بنہ ص ۵۸۲) اور حافظ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب النہج والشرعی ۶۲۸ھ کہ جو کہ ملک
 لیرا نقل کرتے ہیں کہ

ولما ثبت عندہ عن ائمة العجم اور جب ان کے نزدیک امر یہی ثابت
 انہم الذی جواب الشذات المجبوعۃ قالوا ہے کہ انہوں نے تین کلموں کو لازم قرار دیا ہے
 لیسہوں بذلک الا وذلک مقتنی تو وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صحابہؓ سے تو ہر ذیل
 الشرح واعتقد طائفة لیسہوں هذا شرعی الیہ نہیں پہنچا اور اگر گڑبگڑ کا اعتقاد
 الطلاق وان ذلک اجماع فکونہم لہم کہا اور یہ ان کے نزدیک اجماعی ہے کہ اس کے
 یعلموا خلاف ثابت اہل اربعہ کا یہی قول ہے

اس سے معلوم ہوا کہ جو مذہب اس اجماع نہایت کے خلاف کوئی ادب بات نہ تھی۔
 اہل اربعہ حضرت محمد بن محمد المالکی والشرعی (المزنی ۶۲۱ھ) کہتے ہیں کہ۔

غالب عمر رضی اللہ عنہ بذلک حضرت طائوسؒ نے سب گروہ سے اس مذہب سے
 التماس جمیعاً و فیہ اصحاب رسول خطاب فرمایا اور ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہاں کہتے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے امت مہتمم کی شہادت کی صفائی پیش کی ہے جس کا قصور
انہماک نظام عظیم الصلوٰۃ والسلام کی صفائی اور تزکیہ بیان فرماتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر افتخار نہیں
بانتے بلکہ حق ہی کہتے ہیں اس طرح امت مہتمم بھی خدا تعالیٰ پر حق ہی کہے گی، باطل کا الزام
خدا تعالیٰ کے ذمہ نہیں لگائی اور قرآن کریم کا ارشاد ہے واتبع سبیل من انساب الیہ کو
جو میری طرف انا بہت اور جو کہ کہتے ہیں کہ اس کی اتباع کر جو حق امت خدا تعالیٰ کی طرف
انا بہت کرتی ہے اس لیے ان کی اتباع واجب طہری اور خصوصیت سے قرآن کریم سے
سابقین اولین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے والوں پر رضامندی کا اظہار فرماتا ہے
چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآذَوْا لَكُمْ وَلَوْ كُنُوا مِنْ آلِهَتِكُمْ فَخُذُوا
وَالْوَصَايَا الَّتِي نَزَّلْنَا بِهَا عَلَى نَبِيِّكُمْ بِأَمْرِ رَبِّكُمْ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآذَوْا لَكُمْ وَلَوْ كُنُوا مِنْ آلِهَتِكُمْ فَخُذُوا
وَالْوَصَايَا الَّتِي نَزَّلْنَا بِهَا عَلَى نَبِيِّكُمْ بِأَمْرِ رَبِّكُمْ

تو جو شخص حضرات صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروں کی اتباع کرتا ہے وہ یقیناً ایسی چیز پر عمل کر
رہا ہے جس پر خدا تعالیٰ راضی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چیز سے ہی راضی ہو گا ہے باطل سے
کبھی راضی نہیں ہو گا اور قرآن کریم کا ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے تو جو شخص رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اس کے بعد کرتا اس کے سامنے پیش ہو چکا ہو
ہدایت واضح ہو چکی ہو اور دونوں کے راستے علاوہ کوئی راہ وہ تلاش کرے تو وہ مدبر کو جان
چاہتا ہے اس کو کسی طرف توجہ کر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے جو بڑا
فحشاء کا نام ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے (جن کلمات کو امام باک نے عمدہ سمجھ کر
ان پر عمل کیا کہ ان کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے سنت مہتمم کا
اجرا کیلئے جس کو ماننا قرآن کریم کی تصدیق کرنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور یوں حق
کی حمایت کرنا ہے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس سنت کو بدل دے یا اس کے خلاف پر نظر
بھی اٹھائے جس شخص نے خلاف کی اور مؤمنین کی مخالفت کی وہ اس آیت کا مصداق ہے لہذا

أُولَئِكَ مَأْلُوکٌ وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا وَصَايَا مَعَهُمْ

پھر ان کے مسئلہ میں لکھتے ہیں کہ جو شخص جہالت مؤمنین کی مخالفت کرتا ہے تو وہ رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مخالف ہے۔ اور یہ کہ سنت میں لکھتے ہیں کہ جس کو سنت پر عمل نہ
کا اجماع ہو چکا ہو، اس میں کچھ سنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے لا محالہ کوئی شخص مجبور
ہو گی تو جو شخص امت مہتمم کے اجماع کا مخالف ہو گا وہ رسول کا مخالف ہے جس کا رسول کا
مخالفت خدا کا نفاق ہو گا ہے۔ اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ جس بات پر بھی اجماع ہو گا اس
میں کچھ سنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ضرور ہو گا یہی حق اور صواب ہے، کوئی
بھی ایسا مسکن نہیں ہو سکتا جس پر اجماع ہو اور اس میں کچھ سنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے بیان ہو جو نہ ہو جو کچھ بھی کسی بعض سے یہ بیان مخفی رہ جا تا ہے اور وہ اجماع سے ہی اشتغال لال
کر دیتے ہیں، ائمہ حق مآقالہ ابن تیمیہ۔

غلاب صلی اللہ علیہ وسلم خان صاحب کے فرزند حضرت میر علی حسن خان طاہرہ حافظ ابن
کثیر کی مشہور کتاب الباعث الحثیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امت مہتمم خدا سے
مخصوص ہے جس چیز کو امت مہتمم کے لیے اور اس پر عمل پیرا ہو گی تو ضروری ہے کہ فیضان الامر
میں بھی وہ چیز پہنچے اور حق ہی ہو (ہماش دلیل الطالب ص ۹)۔

اور غلاب صلی اللہ علیہ وسلم خان صاحب (الترغی، ۱۳۰۹ھ) فرماتے ہیں کہ امت مہتمم حسب
کسی چیز کی نقل پر مشفق ہو جائے تو وہ خطا سے معصوم ہو گی (الاجبة فی الاسوۃ الخیرۃ بالسنۃ)
حافظ ابن القیوم فرماتے ہیں کہ کچھ سنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء
راشدین کے عمل کے بعد کسی اور کی بات قابل تسلیم ہی نہیں (مختصر زاد المعاد ج ۱ ص ۱۹)
ان بھٹس اور مرتبہ خالوں کے بعد حضرات صحابہ کرام اور امت مہتمم کے اجماع سے
اعراض داخل نہ کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا کیونکہ حق انہیں کے ساتھ ہے
اور مشورہ ہے کہ حق زبان حق کو تقارن نہ خدائے
فائدہ: جو مہتمم مصلحت کے اتفاق و اجماع کے متعلق ہمیں کسی کا کوئی قول چاہیے

اثر انداز نہیں ہو سکتا بھیج سلمان جانتے ہیں کہ انھیں کا قول قرآن کی کسی بھی روشنی کے لئے
میں قرآن کریم کی قطعیت پر کوئی روز نہیں ڈالنا اور اسی طرح ممکن حد تک اس سے حدیث
ہی سے انکار کرنا حدیث کی حجیت میں رخنہ نہیں ڈالنا اسی طرح متعدد مسائل ہیں جن پر اپنے
واجبات کا اتفاق واجماع ہے اور مستعملہ و توحیح و رد افعل و رد کلمہ و رد غیر و باطل فرستے
ان سے اختلاف کرتے ہیں لیکن ان کا قول اجماع پر اثر انداز نہیں ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے
اسی طرح مستعملہ و توحیح کی قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے اور قادیانی اس کے خلاف ہیں مگر اس
اختلاف سے مسئلہ کے اجماعی ہونے پر کیا رد نکلتا ہے؟ محقق کے حرام ہونے پر اجماع اب سے
مگر انھیں کا قول اس کے خلاف ہے اور محدث ایسی چیز جن کی بخاری اور مسلم نے شمار
حدیث آئی ہیں انے لڑتے عزتوں سے محکم کیا تھا اور اس کو بابت دیکھتے تھے و نیز ان الامتہ والہ
حکام مگر اس سے اجماع پر کیا رد پڑی، اپنی بڑی سے لڑاٹھ کرنا بالا جہاں حرام ہے مگر
بخاری جلد ۱ ص ۱۳۱ میں دہلی تفسیر، حضرت ابن عمرؓ سے کچھ اور بھی منقول ہے اور حافظ ابن کثیرؒ
اس منقول کی عبارت فضلاء مدینہ کی طرف بھی نسبت کرتے ہیں اور فی الملام عن الامتہ الامام منہ
طبع مصر، لیکن اس سے اصل مسئلہ پر کیا رد پڑتی ہے، مطلقہ کلام پہلے خاندان کے لئے تب مطلق
ہو سکتی ہے جب دوسرے خاندان جمیع کے ساتھ اس سے محبت بھی کرے اور اس پر اجماع ہے
لیکن جلیل القدر امامی حضرت مدثر بن المسیب کے نزدیک ملت نواح کے بے دوسرے خاندان
کی محبت شرط نہیں محسن نواح اور دیگر ملاقا کافی ہے و زدی شرح سلم ص ۱۶۸ اور ابن قریب
خاندانوں کا نقل کیا گیا ہے۔ کتاب الاقطار للحماد ص ۱۸۸ مگر ان اقوال سے اجماع پر کیا رد
پڑ سکتی ہے؟

ام فزنی، تاحی ثوری اور علامہ جزائری لکھتے ہیں کہ داؤد ظاہری کی مخالفت اجماع
پر کوئی رد نہیں پڑتی (شرح مسلم ص ۱۶۸) و شرح بلخ المرام ص ۱۷۸ و توجہ النظر ص ۱۸۸
اس سے معلوم ہوا کہ بعض حدیث کی مخالفت اجماع پر اثر انداز نہیں ہوتی یہ بات
بھی شیخ نظر ہے کہ حدیث حق ثوب مدینہ جن خان صاحب اجماع کے لئے تمام ائمہ مجتہدین

کا اتفاق ضروری نہیں مگر یہ شرط ہو کہ اجماع کا ان کے قول کے مطابق سرے سے وجود ہی مفقود ہو
چکا ہو پھر وہ فرماتے ہیں کہ۔

ولا يتوهم ان الملة بالمجتهدين جميعا اور یہ نہ کیا جائے کہ مجتہدین سے تمام ائمہ یسیرت
مجتہدی الامۃ فی جمیع الاعصار الیٰ تک امت کے ساتھ مجتہد ہیں کیونکہ یہ باطل و ہم
یوم القیۃ فان هذا التوهم باطل لانہ امت پر لازم نہ ہے کہ ہر سے ۷۰ جہاں مجتہد نہیں
یوہی الیٰ عدم ثبوت الایماہ (المنقذ علی) و ملاحظہ ایک ثابت شدہ حدیث ہے۔

دعا میں بعض جن احکامات کے اقوال اور فتوے اس مسئلہ میں ہر کے اجماع کے خلاف تفصیل
کے لئے جاتے ہیں ان کی کوئی وقت نہیں ہے اور وہ سب مسئلہ نہیں جو قابل عمل نہیں۔
چنانچہ علامہ احمد بن محمد القسطلانی الشافعی والمترقی ۹۲۳ھ میں ملاقا کو ایک
سمجھنے والوں کے ذریعہ متعلق لکھتے ہیں کہ۔

بالذہب شاذ فذیلہ اذھومکھ یہ مذہب شاذ و نہ ہے اس پر عمل نہیں کیا
دارشادای ص ۱۶ طبع مصر، ہماکت۔

یہ عبارت اپنے مدلول پر وضاحت سے دال ہے۔

بعض حضرات نے جس میں امیر مانی لکھتے ہیں اسلار معلوم ۲۱۵ اور قاضی کاف
بھی ہیں دیکھئے میل جلد ۲ ص ۴۵۵ اختیار سواو کے لئے تین ملاقا کے ایک ہرے کے سلسلہ میں
ہادی، تمام باقر اور ناصر وغیرہ کے نام بھی ہیں کہ یہی اس کے قائل ہیں مگر یہ تمام یہی متنبہ
ہیں ملاحظہ ہر دلیل الطالب ص ۱۵۰ وغیرہ اور شیخ کے نزدیک ایک مجلس کی تین ملاقا ایک
تصویر ہوتی ہے چنانچہ ان کی مشورہ و معرفت کتاب فروع کافی میں ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ایاک (۱) و غیر ملاقا سم لے ذیبا کثر تہذیب کو ایک مجلس میں
والطلقات ثلاث فی مجلس فانہن تین طاہرہ دی گئی ہیں ان سے نکلنے کے لئے نہ کوئی
ذوات الذویج (جلد ۲ ص ۵۰۰) و مذہب دال میں ابھی کہ وہ مطلقہ و نہ کوئی مذہب

اس لئے ان لوگوں کا اس سلسلہ میں پیش کرنا بے ضرر ہے اور اسی طرح احمد بن حنبل اور

سے جان ڈالنے اور مداح پھونکنے کے دہے دہرے اور حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی اہم طواری المعنیہ کی کتاب الکلمۃ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ انہوں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور میں طلاقیوں کو ایک قریشیہ والوں کا اشتقاق اور ان کے دلائل بیان کرتے ہیں۔

ثم ذكر شيخ الأخرين والجواب
من شيخ هؤلاء على عادة أهل العلم
والدين في النصوص مخالفيهم
والبحث معهم ولم يسلط
طريق جاهل ظالم متعبد
بإبرك على ركبتيه ويفخر
عنيده ويوصل بمنصب لهلهبه
ويسوق قصده ليجس فهمهم
ويقول: القول بهذه المسئلة
مكفر لوجب ضرب العنق لجهت
خصمه ويعينه عن بسط المسئلة
والجبري معه في ميدانه الخ
(اغاثة جلد ۱ ص ۳۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنے استاد محترم کی طرح اس مسئلہ میں متین طواری معنیہ ہے وہ محض غلو کے مقابل میں ہے اور قطعاً کسی مقابلہ میں جذباتی طواری معنیوں کے لیے تشدد ایک انصاف سے اس کے گرد دوسری طرف سے یہ غلو نہ ہوتا اور تنبیہ اور تفسیر کے فوٹے صادر نہ ہوتے تو حافظ ابن القیم رحمہ اللہ ان حفاظ ابن القیم وغیرہ بھی اس میں شدت اور غلبہ سے کام نہ لیتے اور نہ مصائب برداشت کرتے علاوہ ان کی شہادت کی ایک وجہ اور بھی ہے وہ یہ کہ ان کو اس مسئلہ کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے کافی سزا بھی دی

گئی تھی اور یہ ایک فطری اور طبعی بات ہے کہ جب ایک جانب سے سختی ہو تو دوسری طرف سے زیادہ شدت اختیار کر لیا جاتی ہے۔ چنانچہ میری رائے تھی کہ میں کہ

واشددت بکرم حملی من خالف ذلك
وصارت هذه المسئلة علما عدهم
للرافضة والحقا الذين وعقب بسبب
الفتية دها شيخ الاسلام ابن تيمية
وطيف بتلميد ه المحافظ ابن القيم
على جعل بسبب الفتوى بعد
وقوع الشقاق الا واصل السلام مصلح

اور فتاویٰ شریعہ جلد ۲ ص ۲۵۲ طبع بیروت میں ہے نواب صدیق حسن خان مکتوم نے اجماع اہل بدین میں یہاں شیخ الاسلام کے منظر و مات گیسے ہیں اس فرصت میں طلاقیوں کا یہ کلام بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاقی کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہی کے قانونی و یا قریب شہور پر شیخ الاسلام اور ان کے شاگردوں میں قیام ہوا مصائب پر پا ہوتے ان کو اونٹ پر سوار کر کے دوسرے مار مار کر شہر میں پھیر کر توبہ کی گئی تھیں کہ گئے اس لیے کہ اس وقت میں سید علاء ت روافض کی قلمی مدافعت الخ اور پھر گئے اسی صوفیہ میں لکھا ہے کہ۔

اور التاج المکمل مصنف ذاب صدیق حسن خان صاحب صلاۃ ۲۸۱ میں ہے کہ قلم کارین ذہین باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالفت میں الخ ظاہر بات ہے کہ جو توحیدی طور پر اس وقت تک دفعۃ تین طلاقیوں کے واقع ہونے کا مسلک رافضیوں کا تھا اور اہل السنۃ والجماعت اس کے مخالفت تھے اس لیے ان حضرات پر تشدد کیا گیا اور ان کی خوب پٹائی ہوئی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے کسی مسلک کو اختیار کر کے سے یہ پہلو حق اور صحیح ہو گیا اور عموماً کا مسلک جس پر ان کا اجماع

الطلاق ہے وہ کہ زبردستی برہنہ ہوا یا جو اس کے ساتھ ہے، ہمارے نزدیک یہ دونوں طرح سے
پہنیدہ نہیں ہیں نہ تو ایسے شاذ اور ضابطہ اجماع قبول ہے یا اصل اور ضابطہ ہی ایسی ہے
اور نہ کسی بھی اختلاف میں کہ وہ مروج و مکروہ یا مکمل یا ناقص بھی نہیں نہ یہ وجہ کو بعض
سلف صائین سے اختلاف پیدا کر رہا ہو دوسرے طریق کی بنا پر اپنی درست ہے اور نہ
اس کو لازم قرار دینا اور ناقص کرنا زنی قرار دینا صحیح ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی (المتوفی ۱۳۷۲ھ) نے
ہی ایک استفتاء کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

الجواب۔ ایک مجلس میں تین طلاقیں شیعہ سے تین طلاقیں بڑے مالے کا مذہب
جمہور علماء کے اور ان کے راویوں اس پر متفق ہیں مگر علماء اور ان کے راویوں کے علاوہ بعض علماء
اس کے ضرور قائل ہیں کہ ایک زنی طلاق ہوئی ہے اور یہ مذہب اجماعیہ سے بھی مستند
کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر راہنہ صحابہ سے منقول ہے، لیکن کئی حدیث
کو اس حکم کی وجہ کا ذکر نہ دست نہیں اور نہ وہ مستحق اخراج عن المسند ہے۔

(محرر کفایت اللہ عنہما رضی اللہ عنہما منقول از اخبار النجف ج ۱ ص ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳

میں نے اور عدالت گذر جائے۔ اس ملک اگر صرف تھوڑے یا سب سے کم کوئی اور حرت ہو تو ہمارا ہونا
اور تاجر ہر دولت کرنا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ہر کس کا ایک ملک میں اس کا مطلب اور
دیکھ سکتے ہیں دوسری مطلق اور پھر تیسرے میں تیسری مطلق یہ سب سے اونچا واقعہ
میں سے یہاں حرت ہے جس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ وہ مطلق کے بعد کرنی العور
تیسری مطلق بھی کسی زمانے میں نے دراز اس کی یہی اس کے لیے عدالت میں ہے۔
جب تک کہ وہ کسی اور دستہ کے خارج نہ کرے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک ہی
محکمہ اور ایک ہی ملک میں تین مطلق ہیں جہاں بعض حرت انہیں شافعی اور امامی ہوتی
کا یہ فرمانا، بالکل بجا ہے کہ اگر تین مطلق میں سے ہر دو اب وہ اس کے لیے عدالت میں
ہے۔ علاوہ ان میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امام شافعی اس صورت کے لیے بھی حکم دیتے
ہیں جس سے تیسری مطلق نہ ہوگی۔ (اور اس میں اختلاف ہے) تو تین مطلق وہ دو صحابہ ہر غفر
وہ دوسری اور تیسری مطلق کی ایک کیسے ہے کہ کوئی جو جب وہ پہلی ہی مطلق سے پہلے
خلاف سے ایک اور جگہ ہوگی دوسری اور تیسری مطلق کی اس کے لیے بھی کسی ہی کام
کہ ہر مطلق ہر کوئی ایک مطلق دینی ہے؛ اس آیت کا ظاہر یہ مطلق تو اس کی نیت
کہ تین مطلق ہیں جو ایک مجلس میں واقع ہوں وہ تین ہی حضور ہوں کی ان عموم
الفاظ اور مجرد لفظ کے پیش نظر ہر مطلق کو ہی مطلق بھی اس کے عموم میں شامل ہے
جبکہ اگر علماء اس طرح کے حوالے سے پس اس آیت سے استدلال کر کے یہ کہہ سکتے ہیں اور ان کا یہ قول
بھی بیان ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ علی الشرائع جموعہ و مفعولہ کریمہ قول میں اس کا
مطلق برابر برابر جلد و دروں پر صادق آسکتے۔

[illegible]

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے لیے کہ کسی نفسیہ اور فطریہ میں دفعہ تین غلطیوں دینا بھی داخل ہے اور یہ متفق طور پر بھی تین غلطیوں کے لیے ہی متعین نہیں اور نہ اس میں یہ نقص ہے کہ دفعہ تین غلطیوں کو یہ شامل نہ ہو۔

[illegible]

واجب جان هذه عموميات خصصة
واطلاقات مقيدة بما ثبت من
الدالة الدالة على المنع من وقوع خرق
الواعدة (رسول الوطار ص ۱۴۹)

اردان کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ عوام میں سچی
تخصیص کی گئی ہے اور وطن کی بات میں ہر کان
دلائی ہے یہ سچ کیا ہے جس سے ایک طاقت ہے۔
یادہ طاقت ہے جس کی ممانعت ثابت ہے۔

اس کوئی شک نہیں کہ شرعاً پابندی و طاعت ہر آدمی کے لیے واجب ہے۔

کہتے ہوئے گھٹے ہیں۔

وہذا عام بیسئوال الإتيان الشكوت اور یہ ماہرہ دفعۃ تین طلاؤں کے واقعہ کرنے پر
دفعۃ واحدة وقد دلت الآية على ذلك بھی یہ صادق ہے اور ایت اس پر واقعہ کرنے پر
من غیر یکہ مضلا فلان لم يجز ذلك اور اس میں کسی کا انکار متقول نہیں بجز ان کے جو
دارش و اسرار منکلا جلد ۱۰ طبع مصر) اس کا جائز نہیں سمجھتے۔

اور امام بخاری نے اس پر یہ باب باء وصل ہے باب من جوز دفعی لشکۃ اطلاق
الطلاق الشکوت اور اس باب کے تحت یہ حدیث بیان کی ہے جس کا مطلب یہ ہے
کہ ان تین طلاؤں سے دفعۃ اور کھٹی تین طلاؤں میں ملا دیں کیونکہ اگر متفرق طور پر تین
طہروں میں تین طلاؤں میں ہر بار ہوں تو اس میں کسی کا اختلاف ہی نہیں ہے پھر یہ معلوم
حضرت امام بخاری نے اس پر اختلاف فی مسک کے باب کیوں قائم کیا اور غیر اختلاف فی مسک
کے پیچھے کیوں پڑ گئے؟ علاوہ ان حضرت امام بخاری نے دفعۃ تین طلاؤں میں سے کون سا
باب قائم کیا ہے جس میں اختلاف نہیں ہے اور حضرت امام بخاری اس کے جواز کے قائل
بھی ہیں؟ اور اسی کے قریب حضرت ابو عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی (المتوفی ۲۵۵ھ)
نے باب قائم کیا ہے (ملاحظہ ہو الدارمی ص ۲۹۳) اور امام بخاری پر باب قائم کرتے ہیں۔
باب ما جاز فی امضاء الطلاق الشکوت وان کن مجموعات (مسند الکبیری
جلد ۱ ص ۳۳۳) اور پھر اس کے پیچھے یہ حدیث بھی مدج فرمائی ہے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے
کہ اگرچہ دفعۃ تین طلاؤں میں تین سختی امر نہیں ہے لیکن اگر کوئی ایسا کہے تو بہت
سی دیگر روایات کے طرہ اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاؤں واقع
ہو جاتی ہیں۔

تیسری دلیل

حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا۔

عن الرجل یزوج المرأة فیلطقها مکرر فی نفس ایک عورت سے طلاق کرتا ہے اور

مکرر کہتا ہے کہ متفرق ہو اور ہر ایک طلاق دی جائے لیکن وہ کون کی صحیح
مکرر اور معمول پر دلیل ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ایک سے زائد طلاؤں میں مکرر مکرر ہے
کہ اس کا اعتبار ہی نہ ہوگا؟ حضرت ابن عباس کی حدیث کا مطلب اور تفصیل انشاء اللہ
تعالیٰ نے مقام پر آ رہی ہے قاضی صاحب نے لفظ اور استعمال کرنے میں لیکن تحقیق یہ
ہے کہ ایک دلیل بھی مکرر کے ساتھ ایک سے زائد طلاق کی نفی پر وال میں نہیں ہے بلکہ دلیل
اس کے خلاف ہیں یہ خصوص فی طہر کے حکم اور الطلاق کی شخصیت و دلالت سے عقیدہ اور خصوص
کے کیا معنی؟ اور اس کو سننے اور تسلیم کرنے کے لیے کون تیار ہے؟ خصوص صاحب
کو جہود کا اجماع و اتفاق بھی اس کے خلاف ہو۔

دوسری دلیل

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ۔

ان یجوز طلق امرأتہ ثلاثاً ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاؤں میں سے
فترت و جرت فطلق فذل النسبی سواس نے کسی اور مرد سے نکاح کیا اور اس نے
صلی اللہ علیہ وسلم تحمل (بہتری سے پہلے) اسے طلاق دے دی آنحضرت
لادل قال لا حتی یدوق عسلہا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ وقت
کما ذاقہا الا قبل زعماری صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فترت کے لیے حلال ہے تو آپ نے فرمایا
واللفظ لہ وسلم جلد ۱ ص ۳۳۳) کہ نہیں جب تک کہ (اور ماوند اس سے بہتری نہ
وسنن الکبیری ص ۳۳۳) کرے (اور لفظ الفترۃ نہ ہو جائے)

اس حدیث میں طلاق امرأتہ ثلاثاً کا جملہ ظاہر اسی کا مقتضی ہے کہ یہ
تین طلاؤں کی کھٹی اور دفعۃ دی گئی تھیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر متفقانہ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ
ظاہر اسی کو کہا جاتا ہے کہ تین طلاؤں کی کھٹی اور دفعۃ دی گئی تھیں۔ (فتح الباری ص ۱۹۵)
اور یہی مطلب اس کا حافظ بدر الدین عینی بیان کرتے ہیں (مجموعہ القاری ص ۱۹۵) اور
علامہ قسطلانی اس باب کا عنوان نقل کرنے کے بعد اور کچھ پڑھاؤں کی تفسیر

ثلاثاً فقالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحلل للزنا حتى يذوق الآخر عسلها وتذوق عسلها

اس کے بعد اس کو تین لذتیں دے دیتا ہے اور پہلے فرمایا کہ حضرت علی اللہ تعالیٰ باریک نظر تھے اور خدا کا اور حضرت اس شخص کے لیے حلال نہیں جب تک کہ دوسرا خاندان اسے لطف اندوز نہ ہو جائے جس طرح کہ پہلا خاندان اسے لطف اٹھا چکا ہے۔

اس حدیث میں بھی لفظ ثلاثاً بظاہر ہی کثرتی ہے کہ تین طلاقیں دینے اور کھلی ہوئی گئی ہوں اور قطعی حدیث میں یہ روایت اس طرح آئی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذت صلي الله عليه وسلم ثلاثاً لم يذوق عسلها ولا يذوق عسلها

اذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم يذوق عسلها ولا يذوق عسلها

تخل له الخ

جو کچھ چاہے

حضرت محمد بن ابیہ کی روایت سے جو معانی گذر چکے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھلی تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے ان کو تین ہی تکرار دیا یہ بات ہے کہ دفعہ تین طلاقیں دینے پر ناما صلی کا اظہار بھی فرمایا، مگر ان کو جاری فرمایا اگر دفعہ تین طلاقیں دینا صحیح اور غیر معتبر ہوگا تو آپ ان کو جاری نہ فرمائے بلکہ ان کو روک دیتے مگر رد کوئی لفظ حدیث میں مذکور نہیں ہے اور حافظ ابن القیم کے حوالے سے ان کے اجراء کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے۔

یا کچھ کر لیں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو حدیث میں نقل کی جا چکی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اور آپ کی موجودگی میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور آپ نے سخت فرمایا اگر دفعہ تین طلاقیں جاری ہوئیں اور تین کا شرعاً اعتبار نہ ہوگا اور تین طلاقیں ایک طلاق تصور کی جائے تو اس جوڑے میں آپ ضرور حکم ارشاد فرماتے

اور کسی طرح خاموشی اختیار نہ فرماتے چنانچہ حضرت امی النبیؓ فرماتے ہیں کہ۔

واستدل به أصحابنا على ان جميع اس حدیث سے ہمارے مشافہ حضرت نے اس الطلاقات الثلاث بلفظ واحد بات پر استدلال کیا ہے کہ ایک ہی لفظ میں جمع کر کے ایسے حدیثاً و موضع الدلالة عند لم یذوق عسلها اطلاق لفظ الثلاث وقدر بعض على هذا فيقال انما لم يذوق عسلها لانه لم يصادف الطلاق محلاً مملوفاً ولا نفوذاً او يجب ان عن هذا الاعتراض بانه لو كان طلاقين دفعهً وشاهداً ہوتا تو آپ ضرور اس جوڑے میں اس پر کچھ فرماتے اور یہ فرماتے کہ کھلی تین طلاقیں دینے سے تم سب کو حرام واللہ اعلم۔

در شرح مسلم جلد ۱ ص ۴۹۴

یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دفعہ تین طلاقیں کے صادر کرنے پر کثرت اور تاکید کرنا ان کے وقوع کی دلیل ہے اور استدلال صرف اسی جوڑے سے رہا یہ سوال اور اس میں اختلاف کہ نفس احاطہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا طلاق دینے سے نفرتی حکم سے طلاق کا وقوع ہوتا ہے تو یہ پہلے مسئلہ کی بحث ہے اور یہ استدلال اس پر موقوف نہیں ہے۔

چھٹی دلیل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بجا حدیث میں اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی پھر ارادہ کیا کہ باقی دو طلاقیں بھی باقی دفعہ دیا جائے مگر اس کے وقت سے وہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابن عمر سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ نے

سے یہ بھی ثابت ہے کہ دوسری طلاق انہوں نے حضرت عمرؓ کے درمیان اور تیسری حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وہی غنی الخضر یہ روایت ایک کلمہ اور ایک مجلس میں عین کے وقوع پر دال ہے۔

متدرک میں اس روایت کے لڑی یہ ہیں علیؓ، ابوالعباس محمد بن یعقوبؓ، ابن کثیرؒ، پہلے عرض کیا جا چکا ہے (۲) ریح بن سلیمان، ام نسیہؓ ان کو لا باس نہ کئے ہیں۔ محدث ابن کثیرؒ اور خطیبؒ فرماتے ہیں کہ وہ نقد ہے ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ وہ صدوق اور نقد ہے، ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ وہ صدوق تھے محدث علیؓ فرماتے ہیں کہ ان کی ثقاہت پر سب کا اتفاق ہے ہمدرد کہتے ہیں کہ وہ قسٹ تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۲۸، ام شامیؒ، جلیل القدر امام ہیں ان کی ثقاہت کے بارے میں سوال ہی نہیں ہو سکتا، محمد بن علی بن شافعؒ، امام شافعؒ ان کو نقد کئے ہیں۔

تقریب ۲۳۳، تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۲۵۲، زاد المعاد جلد ۲ ص ۱۸۸، اور ان پر کسی کی کوئی جرح نظر سے نہیں گزری (۵) نافع بن عمرؒ، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات ان کو صحابیؓ میں شمار کرتے ہیں اور محدث ابن حبانؒ وغیرہ ان کو تابعین میں شمار کرتے ہیں (تقریب ص ۱۸۸) اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

امام ابن حبانؒ ان کو ثقافت میں کہتے ہیں اور نیز انہوں نے ان کو صحابہؓ میں بھی شمار کیا ہے اور امام ابوالقاسم بغویؒ محدث الرضہؒ اور حافظ البرکویؒ وغیرہ ان کو صحابیؓ بتاتے ہیں تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۴۴، جب یہ ثقہ مکہ صحابیؓ ہیں تو حافظ ابن کثیرؒ کا ان کے بارے میں یہ لکھنا کہ۔

نافع بن عبد الجہول الذی لا یثق نافع بن عمرؒ مجرول ہیں ان کا حال بالکل معلوم نہیں حالہ التبدل لا یدلی من ہو ولا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ دو کون اور کہے تھے؟ ماہولہ زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۸۸

بالکل مردود اور زائد ہے۔ امام حاکمؒ اور غلام زبیدیؒ پہلے زبیریؒ میں حدیث اسی مضمون کی روایت نقل کرتے ہیں جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ بھی متابع میں آ رہا ہے اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس روایت سے صحیحین میں صریح نظر کی گئی ہے لیکن فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا سبب علیؓ موجود ہے جس سے یہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے لیکن لہذا بعد ایضاً بلطیخہ اور آگے نافع بن عمرؒ کی مذکور روایت پیش کی ہے ولاحظہ ہو المستدرک جلد ۲ ص ۱۹۹، تلخیص المتدرک جلد ۲ ص ۱۹۹، والفظالہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ روایت امام حاکمؒ اور علامہ زبیدیؒ دونوں نے نزدیک صحیح ہے اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤدؒ ابن حبانؒ اور حاکمؒ اس کی تصحیح کرتے ہیں (تلخیص بحیرہ ص ۲۱۹) اور امام داؤدؒ اس روایت کو امام ابو داؤدؒ کے حوالے سے نقل کر کے لگے فرماتے ہیں۔

وقال ابو داؤد و هذا حديث صحيح امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

رد القطنی جلد ۷ ص ۴۳۹

ہمارے پاس امام ابو داؤدؒ کا جو نسخہ ہے اس میں لفظ صحیح نہیں بلکہ اصح کا لفظ ہے حوالہ تقریب کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ممکن ہے امام داؤدؒ کے پیش نظر ابو داؤدؒ کا جو نسخہ تھا اس میں یہ الفاظ موجود ہوں، بہر حال اصول حدیث کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح اور قابل احتجاج ہے۔ البتہ نوحے بدرابہا نہ لے لیا کہ کوئی علاج نہیں ہے۔

متابع امام حاکمؒ وغیرہ اپنی سند کے ساتھ روایت نقل کہتے ہیں کہ زبیریؒ عیسیٰ بن زبیرؒ کی روایت سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے عبد الوکرمؒ کے بعد مہارک میں اپنی بیوی کو بہتر تعلق قطع کرنے والی طلاق دینے کی وجہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

فقال ما اردت بذات قال اردت تو اپنے زبان پر کہے اس سے کیا ارادہ کیا ہے؟ بہ واحدہ قال اللہ؟ قال اللہ قال انہوں نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے فہم ما اردت۔ (مستدرک ص ۱۹۹) آپ نے فرمایا کہ نہ تو ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرتی بهذا و علیہ وسلم (اس صورت میں) مجھے رجوع کا حکم
ان کنت طلقہا ثلاثاً فقط بحرمات طلاق دی
حتی تنکح رجلاً غیرک وعصیت اللہ فیہا
امرک من خلق امرتک و بعد ۳۴ ج ۱
واللفظ لکونکری مصدقاً و سنن ابی یوسف ج ۲
والدراغی جلد ۲ ص ۲۳۲
کے حکم کی نافذانی بھی کی ہے۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ تین طلاقیں کے بعد کوئی نکاح نہیں باقی نہیں رہتی
اور عورت ہٹنے کا وہ نہ ہر حال جو ہاں ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک اور دو طلاقیں کے
بعد رجوع کرنے کا حق تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن تین طلاقیں
کے بعد رجوع کرنے کا حکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں در نہ حضرت
ابن عمرؓ اس کا سوال فرماتے اور اس کے خلاف فتویٰ لینے کی ہرگز جرأت نہ کرتے اور اس سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص نے دفعۃً تین طلاقیں دے دی تھیں اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ یہ نہ
فرماتے کہ تین طلاقیں کے سلسلہ میں پہلے دہ کی نافذانی کی ہے کیونکہ ہر طلاق پر ایک ایک
طلاق دینے سے تعین حکم ہوتی ہے نہ کہ نافذانی جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ بات پہلے قدرے
تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے کہ اکثر علماء اسلام کے نزدیک دفعۃً تین طلاقیں دینا پسندیدہ
امر نہیں ہے بلکہ بعض اس کو حرام بعض بدعت اور بعض اس کو مکروہ کہتے ہیں اور ان کے
نزدیک نافذانی اسی صورت میں ہو سکتی ہے ہاں ان تینوں کے وقوع پر چھوڑ کا اتفاق ہے
وسویں دلیل

حضرت زید بن وہبؒ روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک مسخروہ مزاج آدمی تھا اس
نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے دی جب اس کا یہ حال حضرت عمرؓ کے ہاں پیش کیا
گیا اور اس شخص ہی اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے تو محض دل لگی اور خوش طبعی کے طور پر یہ طلاقیں
دی ہیں یعنی میرا قصد اور ارادہ نہ تھا۔

فخلاء عمر رضی اللہ عنہ بالبدۃ حضرت عمرؓ نے قرۃ سے اس کی مریت
وقال ان کان لیکنبک ثلاثاً کی اور زیادہ کہجئے تو تین طلاقیں ہی کافی تھیں۔
(سنن الکبیری جلد ۲ ص ۲۳۲)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ بھی ایک کلمہ اور ایک مجلس میں دی گئی
طلاقیں کا اعتبار کرتے تھے اگر ہزار طلاقیں کا شرعاً دستور ہوتا تو ہزار ہی کو وہ نافذ فرماتے، مگر
پڑھ کر تین طلاقیں سے زیادہ کا شرعاً ثبوت میں ثبوت نہیں اس لیے ایک مجلس میں سے تین کے
واقع کا تو انہوں نے حکم صادر فرمایا اور باقی کو لغو قرار دے دیا اور دفعۃً سب طلاقیں کے غیر
پسندیدہ ہونے نیز اس شخص کی بے جا دل لگی پر وہ اسے اس کی قسم سے مریت بھی کی تاکہ کفر
کے لیے وہ ایسی ناز باحرکت کا ارتکاب نہ کرے اور اس کو دیکھ کر دوسروں کو بھی عبرت حاصل
ہو اور طحاوی جلد ۲ ص ۲۳۱ میں بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اسے جب کوئی ایسا شخص لایا جاتا
تو اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں تو وہ اس کو مڑا دیتے تھے۔ اور یہ شخص تنہا کے
لیے ہوتا تھا در نہ تین طلاقیں کے واقع ہونے کا حکم تو انہوں نے حدیث کی روشنی میں
صدارت ہی کر دیا تھا۔

گیارہویں دلیل

حضرت ابراہیم بن مالکؒ روایت ہے کہ

قال عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت عمرؓ نے اس شخص کے لئے میں جس نے
فی الدجل یطلق امرأته ثلاثاً قبل اپنی بیوی کو تیسری سے پہلے تین طلاقیں دے
ان یہ فعل وہاں ہی ثلاث در فرمایا کہ تین ہی طلاقیں تصور ہوں گی اور
لا تخل لہ حتی تنکح رجلاً غیرہ و عورت پہلے خاندن کے لیے حلال نہیں تو قیصر
وصحان اذا لى به اوجعہ۔ و کسی اور شخص سے نکاح نہ کرے تو بھرتی عمرؓ کے پاس
(سنن الکبیری جلد ۲ ص ۲۳۲) جب ایسا شخص لایا جاتا تو آپ اس کو مڑا دیا کرتے تھے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ اس عورت کے ساتھ خداوند نے بھرتی نہیں کی تھی

عنی جب کہ وہ اس کو تین ملائیں ہے دینا اور حضرت عمرؓ ان کو تین ہی قرار دیتے اور فیصلہ نہ کرنے کے لئے کہ وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں تاؤنیکہ کوئی اور مرد اس کے ساتھ نکاح نہ کرے اور دفتہ تین ملائیں مینے پر وہ سزا بھی مینے تھے جیسا کہ آنحضرتؐ جملہ سے واضح اور ظاہر ہے کہ ان پر سزا نہیں۔

نوٹ: دھرم پور کے قریب تین تین ملائیں اس صورت میں ہوتی تھیں جب قائل شلاقوں کو کہتا انت طلاق شلاقا بخلاف اس کے جب وہ یہ کہتا کہ انت طلاق انت طلاق انت طلاق انت طلاق تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوتا تھی اور دوسری اور تیسری طلاق کا وہ عمل نہیں کرتی تھی اس لیے موقع پر تین نہیں صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی تھی اس کی کوئی نشانہ اور دلائل نہ ملے نہ عام پر کسی ہے۔

بارہویؒ

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں

عن علي رضي الله عنه فيمن طلق حنث من فزأ إلى زوجة نفسها بغير زوجة بغير امرأته شلاقا قيل ان يدخل بها من قبله تین ملائیں جسے کہہ کر وہ عورت اس سے نکاح نہ کرے۔
(سنن الکبیری جلد ۳ ص ۳۳)

یہ بھی ہی صورت میں ہے کہ ایک کلمہ سے کچھ تین ملائیں دی گئی ہوں اور اگر تین بار پر تین ملائیں دی گئی ہوں تو پہلی طلاق کو واقع ہوتا ہے اور دوسری اور تیسری طلاق لغو ہو جاتی ہے کیونکہ جس عورت سے غافلہ ہے جسے تیسری نہ کی ہو وہ پہلی طلاق ہی سے بئن ہوتی ہے۔

دوسری اور تیسری طلاق کا عمل نہیں رہتی ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا تو وہی جاء رجل الی علی رضي الله عنه فقال کرمے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دیدی طلقت امرأتی الف قال شلتا تو تمہارا عینک واقعہ سازنا دین ہے انہوں نے فرمایا کہ تین ملائیں تو اس کو چھ

نسب: شلتا: دسٹن الکبیری
جملہ ص ۳۳
پرمحمد بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کو ایک بار ایک مجلس کی تین ملائیں کو تین ہی قرار دیتے تھے اسی لیے انہوں نے فرمایا کہ تین ملائیں تو تیسری بیوی کو واقع ہو چکی ہیں اور ہر مرد سے باقی زمرہ عائشہؓ کے لیے باقی ماندہ بیویوں پر بانٹ دینے مطلب یہ کہ اپنے انتہائی خفا اور ناممکن کا اظہار فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی تین ملائیں کو ایک قرار دیتے جیسا کہ بعض غیر ثابت روایات میں آتا ہے تو اس روایت میں تین کو تین قرار دینے کا کوئی مطلب نہ ہوگا اور حضرت عائشہؓ دیکھان کے فرزند حضرت حنفیؓ سے اس سلسلہ میں فرزند روایت میں آتی ہے چنانچہ ان کا کئی اپنی منہ کے ساتھ حضرت سرگین غفلت سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہؓ کو گئے اور حضرت حنفیؓ کے ہاتھ پر گول نے جیت کر کے ان کا امیر ابوہریرہؓ کو انتخاب کر لیا تو تو حضرت حنفیؓ کی بیوی عائشہؓ خیمہ میں نے غافلہ سے کہا کہ امیر ابوہریرہؓ ایک کفر خلافت کی مہارک ہو اس پر حضرت حنفیؓ نے فرمایا کہ کیا یہ مہارک با حضرت عائشہؓ کی شہادت پر ہے؟ تو اس پر خوشی کا اظہار کر رہی ہے؟ چنانچہ تین ملائیں میں اس کے اپنی عورت کے کپڑے اوڑھ لیے اور وہیں بیٹھ گئی جب عورت حنفیؓ کو تو حضرت حنفیؓ نے اس کو اس کا باقی مہر بھی دیا وہی تک ادا نہیں کیا تھا (نہے دیا اور وہیں پہلے مہر دینے سے جب اس کو مہر دینا نہ ہو وہ کئے گی کہ طلاق مینے والے جیسے یہ مال تم ملا ہے اس پر حضرت حنفیؓ روئیے اور یہ فرمایا کہ لود الی سعت جیدی اوحد فقی الی

انتہ صبح جیدی یقول ایما جیل
میر علیؓ حضرت عائشہؓ کے مہر نامہ کی یہ عورت گزشتہ کی
حنث الامرأنت شلتا مہمۃ او شلتا
حنث الامرأنت شلتا مہمۃ او شلتا
نہیجہ غیرہ لراجعتھا۔
نہیجہ غیرہ لراجعتھا۔
نہیجہ غیرہ لراجعتھا۔
نہیجہ غیرہ لراجعتھا۔

[illegible]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے چچا
اسے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اب اس کی کیا صورت ہو چکی ہے؟ حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ میرے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اور اب اس کی کوئی صورت
نہیں رہی ہے۔ وہ شخص بولا کہ کیا حلال کی صورت میری چچا کی شکل میں پیدا ہو چکی ہے؟ اس
پر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو
اس کا بدلہ دے گا۔ (الکنز المکی جلد ۲ ص ۲۲۷) چھادی جلد ۱ ص ۱۷۱ اور ان سے ایک روایت
برآں آتی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا کہ
اسے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اب اس کی کیا صورت ہو چکی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے یہ خیال کرنا شروع کیا کہ اگر وہ اس کی عمر کو دیکھ لے لانا چاہتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے فرمایا کہ تیرے خرافات کا انکباب کرتے ہو اور یہ کہتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن عباس رضی اللہ عنہما
بات یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے نہ ڈرے تو اس کے لیے کوئی نافرمانی نہ ملے گی۔ جب
تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے تو اب تم سے کوئی نیک گنجائش ہی نہیں تمہاری رہی

ابن عباسؓ سے بالکل علیحدہ ہو چکا ہے (سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۲) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں
 اسناد صحیح علیحدہ بعضی مسئلہ اور ان سے ایک روایت اور آئی ہے کہ ایک شخص نے اپنی
 کو شرط ملائیں دے دی، حضرت ابن عباسؓ نے یہ فتویٰ دیا کہ تین طلاقیں قیامی ہو چکی ہیں باقی
 ستاقرے کے ساتھ قرآن لے لیا تھا لیکن کتاب کے ساتھ سفر کیا ہے (مسند امام احمد لکھنؤی جلد ۱ ص ۲۳۳)
 ۱۹۵۳ء قاضی بھلا جلد ۲ ص ۱۲۲ و سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۳

اور ان سے ایک روایت ابن عباسؓ کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہزار
 طلاق دے دی تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تین طلاقیں قیامی ہو چکی ہیں باقی تین تو
 تیرے لیے وبال جان ثابت ہو گئی (مجموع مسند ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۲۳)

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے
 دیں تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہؓ نے فرماتے ہیں کہ یہ صواب ہے کہ
 کہ تین طلاقیں ہی واقع ہو چکی ہیں اور اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ
 وہ کسی اور مرد سے نکاح کرے (سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۳)

بحوالہ صحیح ابن کثیر

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہؓ سے نہ بڑھ اور
 چھٹے میں عمرؓ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں حضرت عمرؓ بن ابی بکرؓ سے فرطیت لائے اور
 پوچھنے لگے کہ ایک دہائی گزرے اپنی بیوی کو بے حیائی سے (جس سے ابھی تک ہمبستی نہیں
 کی گئی) کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس کے ہاتھ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ نے
 نہ بڑھنے فرمایا کہ عبداللہؓ بن عباسؓ اور ابوہریرہؓ سے پوچھیں میں ان کو حضرت عائشہؓ کے
 پاس چھڑکے آیا ہوں کہ وہ اب ان سے سوال کرے تو وہاں پر نہیں بھیجے اسلئے کہ اگر وہ صاحب
 ساقی ان کے پاس حاضر ہوگا اور دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لے ابوہریرہؓ
 فتویٰ دے دیجئے لیکن سوچ سمجھ کر کہنا کیوں کہ صحیح ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک
 طلاق اس سے طلاق مل کے ہے کافی یعنی دو تین طلاقیں سے وہ اس پر حرام ہو گئی ہے اللہ

کہ وہ کسی اور مرد سے نکاح کرے حتیٰ تک کہ زوجہ بغیرہ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی
 فتویٰ دیا کہ نکاح نام باگ ص ۱۲۲ لکھنؤی جلد ۲ ص ۱۲۳ و سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۳

بحوالہ صحیح ابن کثیر

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ میں نے
 اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دی ہے، اب کیا مجھے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تجھے کیا پتہ ہو گیا
 ہے؟ اس نے کہا کہ کوئی کہتے ہیں کہ وہ عورت اب مجھ سے بالکل الگ ہو جائے گی ہے،
 حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تو لوگوں کے بچے کیسے (مسند امام احمد لکھنؤی جلد ۲ ص ۱۲۳)

میں نے فرمایا کہ یہاں تک کہ عہدہ بھی تیرا۔

مسند صحیح ابن کثیر

حضرت عمرؓ بن الخطابؓ سے بھی یہ فرطیت فرمائی کہ ایک شخص آیا اور اس نے رسول
 کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دی ہیں اب وہ کیا ہے؟
 حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس نے رب تعالیٰ کی مافوقی کی ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام
 ہو گئی ہے، سوالی وہاں سے چل کر حضرت ابوہریرہؓ الاشعریؓ کے پاس پہنچا اور خیال سے
 اس نے ان سے بھی سوال کیا کہ وہ شاید اس کے خلاف فتویٰ صادر فرمائیں گے مگر حضرت
 ابوہریرہؓ نے حضرت عمرؓ بن خطابؓ سے بھی فرطیت کی تا یہ کہ ایک اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ابوہریرہؓ سے
 مزید پیدا کرے (سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۳) و مسند جلد ۲ ص ۱۲۳ ابوہریرہؓ حضرت عمرؓ بن خطابؓ
 کی کنیت تھی (امام احمد لکھنؤی جلد ۲ ص ۱۲۳)

مسند صحیح ابن کثیر

ایک شخص حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سوال کیا
 کہ ایک شخص نے ہمبستی سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں وہ کیا کرے؟ اس پر
 حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ اگر کھڑی تو ایک ہی ہو گئی ہے، حضرت ابن عمرؓ
 نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو قصہ کہہ ہے، ایک طلاق ایسی عورت کو عذاب

وہی ہے اور تین اس کو حل کر دیتی ہیں تا وقتیکہ وہ کسی اور سے نکاح نہ کرے (مسند اہم شافعی موطا و طحاوی جلد ۱ ص ۱۱۱)

اٹھا رہیں دلیل۔

ایک شخص نے اپنی غیر مطلقہ بیاہوی کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس کا خیال ہوا کہ وہ اس سے نکاح کرے اس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے فتویٰ طلب کیا۔ ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ تم اس سے نکاح نہیں کر سکتے تا وقتیکہ وہ کسی اور سے نکاح نہ کرے اس شخص نے کہا کہ اس کی بیوی ایک تو ایک ہی طلّاق ہے دوسری تین سے زیادہ ہے (قرآن میں) نے فرمایا کہ تم نے اپنا وہ اختیار کھو دیا ہے جس سے تم اسے اتھار اور نہیں سکتے (مسند اہم شافعی ص ۱۱۲)

انیسویں دلیل

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اب کیا صورت ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور کچھ پر کھداری بیوی حرام ہوگئی تھی کہ وہ تم سے طغیر کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ (جامع المسانیع ج ۱ ص ۱۱۲) حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ روایات اس سلسلہ میں صحیح ہیں مگر ہمارا مقصد روایاتی اور براہین کا استنباع نہیں بلکہ اپنے دینی کو عمل اور سیرت میں کرنا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اٹھا کر رکھا ہے حافظ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ۔

فقد صحیح بلاشك عن ابن مسعودؓ بلاشك حضرت ابن مسعودؓ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ وعلیؓ و ابن عباسؓ الا لزم بالثلاث۔ یہ ثابت ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو کاشی تین دن اوچھا جملہ وضع عن ابن عباسؓ طلاقیں دے دی ہوں تو یہ حضرت اس کے تین یا تین دن انہ جملہا واحدة ولم نفع۔ یہی کہنا ہے کہ تین سے زیادہ طلاقیں ابن عباسؓ سے بھی علیؓ لقتل صحیح عن عبدہم من نہیں ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں کو دفعہ اول میں ایک ہی الصحابۃ بذلت اہم میں مقدمہ ایک قرار دیا اور ان کے علاوہ وہ بہتر حدیث

(اعطاء جلد ۱ ص ۱۱۲)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ ایک مجلس کی تین طلاقیں کرتین ہی سمجھتے تھے اور لعل حافظ ابن القیمؒ ان سے اس قول کے ثبوت میں کسی کشف و تفسیر میں ہے اور یہ بھی نفی میں کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے تین کو ایک ہی قرار دیا ہے لیکن یہ قول اطلاق نہیں بلکہ صرف غیر مطلقہ ہلکے ہلکے میں ہے جس کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب کر دی ہے اور لعل حافظ ابن القیمؒ ان کے علاوہ کسی اور صحابی سے اس بارے میں کچھ بھی منقول اور ثابت نہیں ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ تین طلاقیں کو ایک قرار دینے میں کسی صحابی سے صحیح طور پر کچھ ثابت نہیں ہے بخلاف تین طلاقیں کو تین قرار دینے کا ثبوت تو متعدد حضرات صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے کہ سب۔

بیسویں دلیل

حضرت سلیمانؓ بن جعفرؓ ازہریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفرؓ بن محمدؓ سے سوال کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس شخص نے نہایت میں مبتلا ہو کر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو ان کو نہایت کی طرف لڑا یا جلے گا اور اس صورت میں صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

یہ روایت کہہ قال معاذ اللہ ما جہذا اور لوگ اس کو ایک حضرت کے حوالہ سے بیان قولنا من طلق ثلاثا فہ وکھا قال کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہاں واللہ تعالیٰ ہمارا (مسند الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۱۲)

اس سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کی طرف تین طلاقیں کے ایک ہونے کی جو نسبت کی گئی ہے وہ قطعی غلط اور افتیانہ ہے نہایت ہے اور حضرت اہل بیتؓ بھی دیگر حضرات کے سوا میں اور تین طلاقیں کو تین ہی سمجھتے تھے اور اسی کے مطابق فتویٰ تھے تھے۔

ہم نے نہایت احتیاط کے ساتھ ذکر کیا کہ صحیح احادیث آثار حضرت صحابہ کرامؓ

لہذا تفسیر فی شریعہ اہل بیتؓ کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ تین طلاقیں تین ہی ہیں

اور اقبال کا بیعت اور اہل بیعت سے باخوابہ بات ثابت کر دی ہے کہ میں ملائیم تین ہی کی ہیں جس کے گرجے دلائل اور حوالے انہی کو بھی بہت کچھ باقی ہیں مگر خوف طواوت انہیں زیب و تملار نہیں کیا گیا اور تمام دلائل کا احصار و احاطہ قصہ فوجی نہیں اور یہ ہمارے بس کا روگ بھی نہیں ہے۔ اس پر عقلی اور بصیرت مزاج حضرات کے لئے یہ پیش دلائل کافی ہیں اور کیوں نہیں ہوں؟

وَأَنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَنْ يَشْكُرُ عَشْرُونَ حَسْبُ رُؤْيَى لِمَنْ خَلَقَهَا إِنَّ مِنْ آيَاتِهِ

ہاں نہ مننے والوں کے لیے اس دنیا میں بھی کوئی دلیل باعث ثابت نہیں ہوئی؟
ان کے لیے ان کے زعم میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاک زبانوں سے جو قطع دلائل کافی ہو سکتے ہیں، یہ بات بھی ٹھوٹا خاطر ہے کہ حضرت امیر شہاد کے نزدیک کفار مرد کے لیے طلاق کی آخری حد تین اور غلام کے لیے دو قرار گئی ہے اور امیر البصیرت کی تحقیق سے آزاد عورت کے لیے تین طلاقیں اور لڑکی کے لیے دو طلاقیں مقرر ہیں اس مسئلہ کی تحقیق اور وضاحت اور مراجعت اور اور اسکے بیان کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت امیر شافعی اپنی مناسک ساتھ حضرت سلمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ کے ایک کنبہ غلام نے اپنی آزاد ہوئی کو دو طلاقیں (فی رواية فطلقتها) اذنت بین وفی رواية فطلقتین) لئے دیں، اس کے بعد اس نے اس کی طرف مراجعت کا ارادہ کیا اور اس سلسلہ میں اس نے (حضرت ام سلمہ کے ارشاد پر) حضرت عثمان بن عفان اور حضرت زبیر بن عوف سے سوال کیا، ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ۔

فَقَالَ حُدَيْتُ عَالِيكَ حُدَيْتُ عَالِيكَ وَوَجَّهَ بِرَحْمٍ بِرَحْمٍ ہے۔

روستہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ

اس روایت سے بھی نظام پر ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کاتب نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں اکٹھی اور دفعہ سے دی تھیں اور حضرت عثمان اور حضرت زبیر بن عوف سے ان کو دو ہی قرار دیا اور اس کی عورت کو اس پر حرم قرار دے دیا یہ بات اس کا واضح اور حوا قرینہ ہے کہ جب غلام کی دفعہ دی گئی تو طلاق کو دو شمار کیا گیا ہے تو آزاد کی تین طلاقوں کو بھی تین ہی قرار دیا جائیگا

یہ یہاں دو کو ایک نہیں سمجھ کر لیا گیا اسی طرح وہاں بھی تین کو ایک نہیں سمجھا جائیگا، بلا یہ کہ کسی کا نظریہ ہی الفکیفہ فی التوحید ہو۔

التمیز اندونی اور بیرونی دلائل و براہین اور قرآن و شواہد اس امر کو متعین کرتے ہیں کہ آزاد مرد طلاق سے باغلام تین طلاقیں لکھی دی جائیں یا دو ان کا شرعاً اعتبار کیا جائیگا اور دو کو دو اور تین کو تین ہی سمجھا جائے گا، تقریباً سو فیصدی حضرات صحابہ کرام اکثر تابعین، اکثر ائمہ اور جبرہ و ملت و ملت اسی کے قائل ہیں اور ظاہر قرآن کریم اور صحیح و صحیح و حدیث بھی یہی چکھ بتاتی ہیں اور یہی حق اور صواب ہے نہ جھوٹ۔

باب دوم

ضروری معلوم ہو گا کہ ہم اس باب میں ان حضرات کے دلائل کا ذکر بھی کر دیں جو فریقہ دہی کی تین طلاقیں کو ایک قرار دیتے ہیں تاکہ ایک وقت قدر کے دروں میں سننے آجائیں اور صحیح طور پر دلائل کا موازنہ ہو سکے کیونکہ یہ طلاق کا دروازی سے تہیت سامنے نہیں آ سکتی جس سے کہ درجہ شدہ اہل سنت کی ان اولادیں۔

پہلی دلیل

حضرت طائوس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو طلاق اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد اور حضرت عمرؓ کے آپم خلافت کے ابتدائی دو سال میں تین طلاقیں ایک ہی جہتی تھیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اپنے معاملہ میں جلد بازی سے کہہ لیا ہے حالانکہ ان کو سوچنے اور سمجھنے کا وقت حاصل تھا کہ یہ کون سا زمانہ ہے کہ ان پر نافذ کر دیں تو حضرت عمرؓ نے ان پر تین ہی نافذ کر دیں۔ (مسند احمد ص ۱۴۱ و مسلم جلد ۱ ص ۴۷ و سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۳)

اور ایک روایت میں آگاہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے ابو العباسؓ نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی امارت کے ابتدائی تین سال میں تین طلاقیں کو ایک ہی کہا جاتا تھا؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہوا۔ (مسلم جلد ۱ ص ۱۴۱) اور ایک روایت میں آگاہ ہے کہ ابو العباسؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنی عیب و غریب اور غالی باتوں میں سے کوئی بات

حکم الطلاق الثلاث

بلفظ واحد

ہیثمہ کبار العلماء

حکومت سعودیہ نے اپنے ایک شاہی فکرائے کے ذریعہ

حکم کا درخواست کیا

اور گفتگو کے دوسرے نامور ترین علماء کو کہ آپ پر مشتمل ایک تحقیقاتی مجلس قائم کر رکھی ہے جس کا فیصلہ سنا لیکن عدالتوں میں نافذ ہے، بلکہ خود بادشاہ بھی اس کا پابند ہے،

اس مجلس میں طلاق ثلاث کا مسئلہ پیش ہوا

مجلس نے سوس سالہ سے متعلق قرآن و حدیث کی مفسرین کے علاوہ آئمہ و محدثین کی مجلس تاسیس کرنا بھی فیصلہ کیا اور سیر حاصل بحث کے بعد بالاتفاق واضح الفاظ میں فیصلہ پایا ہے

ایک لفظ لایستادگی بھی تین طلاقیں صحیح ہیں جہاں تین جہاں تین یہ پوری بحث اور تفصیل کو صرف سوویت نے فرمایا رسالہ

میں شائع کیا ہے، علیٰ حق اللہ تعالیٰ اکثر مختلف غیر متساوی اہل حق و عین کے کل کو بطور محبت پیش کیا کرتے ہیں، یہ فیصلہ میں علماء و محققین نے اپنے اپنے غیر متعلقہ حق پر چڑھتے

(ماخوذ از اصناف ص ۲۲۵)

ہیں مندریں کیا حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان تین طلاقوں کو ایک نہیں کیا جاتا تھا، انہوں نے فرمایا کہ اہل ایسا ہی ہوتا رہا جس جہت حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا اور لوگوں کے درپے اور نکاح طلاق میں دنیا شروع کر دی تو حضرت عمرؓ نے ان پر وہ نکتہ کر دیا کہ علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان حضرات کا بیان ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اصل سنت جس پر حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہمد میں عمل ہوتا رہا اور اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ذہن میں اور اس کے بعد حضرت عمرؓ کے خلاف کے ابتدائی دو تین سال میں جو قول تھا وہی صحیح تھا کہ تین طلاقوں کو ایک سمجھا جاتا تھا اور یہ ایک بہت بڑی ذلتی دلیل ہے حافظ ابن القیثمؒ نے غاشۃ اللہ عن خالد المعاد اور اعلام الموقعین وغیرہ میں اس پر بہت سے کلام کیا ہے اور اسی طرح نواب صدیق حسن خاںؒ نے دلیل الطلاق میں اور مولانا حسن صاحب عظیم آبادیؒ نے عون المعبود اور تحقیق المغنی میں اور مولانا شمس الدین صاحب فتاویٰ شمشیر میں اور اسی طرح دوسرے فضلاء نے اس روایت کو اپنے دھوکے پر قائل اور ناظرین دلیل تصویب کیا ہے نواب صاحب اسی روایت کے سامنے میں فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ایسی دلیل ہے جو تمام دلائل کا گارنٹر ہو سکتی ہے (دور الاحادیث ص ۱۵۱) اور اسی روایت کے پیش نظر حافظ ابن القیثمؒ میں ان کو تحریر فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو اجماع کی خوشی ہے تو پہلا اجماع یہی ہے کہ تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں پھر ہزار یا سچا پر کلام عمل پیر تھے اور فرماتے ہیں کہ ہم درم شامی کے لحاظ سے بھی ہم غالب ہیں کہ یہ نہ کہ حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہ بعد از حضرت صدیق اکبرؓ کے خلاف میں ہزار یا حضرت صحابہ کرامؓ اسی نظریہ کے قائل تھے لہذا ہم درم شامی کے لحاظ سے بھی ہمارا نظریہ جاری ہے (ملاحظہ ہوا رد المعاد و جلد ۲ صفحہ ۵۷۱ وغیرہ ملاحظہ)

الحجواب: جمہور کی طرف سے اس کے کئی وجوہات دیے گئے ہیں جن میں سے بعض کو ہم یہاں افاور کے لیے نقل کرتے ہیں جن میں سے بعض روایتی پہلو کے حامل ہیں اور بعض روایتی جانب پر مبنی ہیں۔

اول: یہ کہ بعض فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس روایت کی تحریف نہیں کی مفسر اس لیے کہ حضرت ابن عباسؓ کی جامع صحیح روایت اس کے خلاف ہیں (مفسر میں ابن عباسؓ ص ۲۴۲) اور نیز فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، مجاہدؒ، عمار بن زیدؒ، یحییٰ بن ابی عمیرؒ، محمد بن یحییٰؒ اور حاتم بن ابی عیاضؒ ان الفاظ میں تمام فقہاء مشہور اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا ہے (سنن ابی یحییٰ جلد ۳ ص ۱۳۲) اور حافظ ابن رشتہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کے صحابہ میں اللہ شاگرد مثلاً حضرت سعید بن جبیرؒ، عمارؒ، عوف بن زیدؒ اور ان کے علاوہ ان کے شاگردوں کی ایک خاصی جماعت اس کے خلاف روایت کرتی ہے صرف طاقوں اس چندی جماعت کے خلاف روایت کرتے ہیں (ریاض الجنۃ جلد ۲ ص ۱۱۱)

فوطی مغلوی: حضرت طاقوں کی غویابی روایت میں بھی غیر مغلوی بہا کی تہی ہو تو دوسرے چنانچہ علامہ ذوالعین علی بن عثمان المارونیؒ الحنفی والمحقق ص ۲۴۲) سمجھتے ہیں کہ۔

ذکر ابن ابی شیبہؒ بسند رجالہ: حماد بن ابی شیبہؒ نے سند کے ساتھ جس نقات عن طاؤس و عطاء و حبابہ کے تمام راوی تھے ہیں صحرا طاؤسؒ عطاء اور حبابہ بن زیدؒ انہم قالوا اختلفنا فیہ سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے ذکیا کہ قبل ان یدخل بها شمی کوئی شخص اپنی غیر مغل بہا ہی تین طلاقیں دیکھتا تھا (الجزیرۃ فی التفتی علی ما یجوز ص ۱۳۲) دوسرے تودہ ایک ہی بڑی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت طاقوں کی اپنی روایت بھی مغل طاؤس کے ایک کہنے کے حق میں نہیں ہے بلکہ یہ غیر مغل بہا سے مخصوص ہے، اس لیے حضرت طاقوں کی یہ روایت بھی اس طے کو مزید تقویت دیتی ہے کہ یہ روایت مطلق نہیں ہے اور اس کو مطلق پر رکھنا وہم ہے یہی (جب سے کہ حافظ ابوبکر بن عبد البر الماکیؒ (المترقی ص ۲۱۲ ھ) فرماتے ہیں کہ۔

میں الہیادیم کیوں نہیں ہو سکتا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

دوئم۔ کسی چیز کا انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ازاد رہا ہی نہیں
عہدِ ماضی میں) ہوتا اس کا حقیقی نہیں کروا کا انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
حکم اور اجازت کے بغیر بعض کام کیے جاسکتے تھے جو آپ کے عہد مبارک میں ہوتے تھے لیکن آپ
ان کی خبر تک نہ تھی تو ایسے امور کا جو آپ کو نہ تھا، ہوسکتا ہے؟

حضرت علیؓ نے انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جنابت کے
تیسے تہم کرتے وقت سر سے پاؤں تک سارے بدن پر ٹھنکی لٹائی تھی مگر عجیب ایچہ
اس کا علم ہوا تو آپ نے ان کی اس کاروائی پر غصہ کیا (دفعہ جاری ملاحظہ) اور حضرت عمرؓ
نے بحالت جنابت پانی نہ ملا تو نماز ہی نہ پڑھی (دفعہ جاری) اور اس تہم کے عیسوں
واقعات کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ لگایا آپ کے عہد میں پہلے کی وجہ سے یہ سب کام
جائز ہو گئے؟ اور حدیث مذکورہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ہے کہ فعل بھی
اس کو کہ جو حجت گرا ناما کسے ہے؟ چنانچہ مشروطاً ہی حدیثِ علیہ السلام میں یہ تہم لکھے ہیں کہ

فليس شئ منه انه عليه السلام
الصلوة وانكلام هو المندى
جعلها واحدة او دها الخ
الواحدة ولا انه عليه الصلاة
والسلام علم بذلك فاقترع ولو
سجد الا فجا صاع انه عليه الصلاة
والسلام قاله او فعله او كلمه
فلم يشكده اه
محل بلد (املاط)

علاوہ ایں ترجمہ کے اس بیان اور اس فقرے سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث سوسے

مرفوع تھا نہیں ہے کیونکہ درج حدیث کے کئی اقسام (قولی، فعلی اور تقریری) اسے رہنا ہی
ہے اور حجت تو صرف آپ کی حدیث میں ہے کسی غیر معلوم کے غیر معلوم قول میں تو حجت نہیں
ہے کہ جو کہ اس نے کہا وہ خوفِ آخر ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ انحضرت علیؓ نے اس فقرہ
حکم کی مخالفت کی کچھ پروا کی اور خود راوی حدیث حضرت ابی عباسؓ نے اس کی تکلیف کی مگر
حضرت ابی عباسؓ کی حدیث میں معلوم ہوا کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا زمانہ اور عہد
حدیثی میں بلا کسی تنہا حدیث کے مطلقاً تین مطلقوں کو ایک کیا جاتا تھا اور پھر جن حدیث علیؓ
نے اس کے خلاف جو صاف فرمایا تھا تو حضرت ابی عباسؓ پر لازم تھا کہ وہ انجائے حدیث
ہن داعی منکدہ منکدہ فلیخبرہ الحدیث اس کے خلاف نہ روا دلائل نہ کرتے اور عجیب تو
یہ ہے کہ حضرت ابی عباسؓ نے ہی جن میں ہی کاہتے رہے اور یہ شہ بات ہے کہ کسی
راوی کا اپنی مروی حدیث کے خلاف عمل اور فتویٰ (بشرطیکہ وہ منسوخ وغیرہ نہ ہوں) اس کی خلاف
وقفا بہت پر اثر انداز ہوتا ہے تو اس حدیث میں حضرت ابی عباسؓ کا واحد اللہ تعالیٰ وغیر
عدولی ہونا لازم آتا ہے حالانکہ حضرت صاحبِ کرامؓ بھی عدول تھے اور یہی اصول کا مسلک ہے کہ جن
حدیث سے حدیث بھی جو کلام کی مخالفت نہیں آتا ہو اس کے راوی اگر تھے کیسے یہ فقرہ قبول
نہ ہوں وہ قابلِ قبول نہیں ہوتی، ان تمام قرآن و مشاہدے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے
کہ حضرت ابی عباسؓ کی یہ حدیث پہلے ظاہر پر ہرگز معمول نہیں ہے۔

سوم۔ نہ حضرت ابی ہریرہؓ اپنی حدیث کے ساتھ حضرت ابی ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی
نہیں کہ یہ دعویٰ تو حضرت ابی عباسؓ سے مروی ہے منسوخ ہو نہ یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک حکم ان کو معلوم ہو اور پھر وہ دیدہ و دانستہ اس
کے خلاف عمل کرتے اور فتویٰ دیتے ہیں کہ مجلسین الکبریٰ علیہ السلام اور ان کا یہ شکل
بعد از قیاس نہیں ہے کہ یہ مطلق کے مسلمان پہلے تین مطلقین سے پہلے کے بعد بھی
موجود کیا جاسکتا تھا جو بعد کو منسوخ ہو گیا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہی روایت
ہے کہ پہلے تین مطلقوں کے بعد جو جمع ہو سکتا تھا مگر بعد کو یہ منسوخ ہو گیا اور انی علیہ السلام

والہود و جدہ ۱۳۱۵ھ اور اہام البراز و تہ حضرت ابن عباس کی مسلم دلی روایت کو اب یقیناً نسخہ المساجد بعد المظاہرات الثلاث کے تحت داخل کر کے اس کی نسخ کو تیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو الہود و جدہ ۱۳۱۵ھ و علامہ ابو بکر محمد بن ابی حاتم بنی النعمانی و المصنفی نے فتنہ میں کہ پیٹھ تین ملاقوں کے بعد مزاجیت کا حق پہنچا تھا مگر بعد کے بالا جامع یہ مسک فسخ ہو گیا۔ ظاہر قرآن حدیث اسی پر دلی ہیں و کتاب الاعتبار و ملاحظہ ابن حجر اور علامہ آکسوی وغیرہ کے حوالے سے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرات صحابہ کرام کا حق بغیر نسخ کے حکم کے بالکل نہیں ہو سکتا اور ملاحظہ ابن حجر کے حوالے سے عرض کیا جا چکا ہے کہ جب کسی شخص پر احیان ہو گیا ہو تو لا محالہ ان کی نسخ کا حکم ہو چکا ہو گا اگرچہ بعض سے نسخ نسخ محض رہ جائے اور چونکہ حضرت ابن عباس کی فتنی اس حدیث کے ظاہر کے خلاف ہے اس لیے یہ واضح قریب ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں جب تین ملاقوں کے تین ہونے پر اجماع ہو گیا اور اجماع و تکرار نسخ کی دلیل ہے، تو حضرت ابن عباس مطمئن ہو گئے اور اس کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔ ورنہ اپنی مروی حدیث کے خلاف ان کا فتویٰ صاف ثابت

تعالیٰ ان کی علامت پر اثر انداز ہو گا۔

قواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

وخیلغت لدوی از برائے مروی دلیل راست بر آنکہ لدوی علم ناسخ و رد

چہ عمل آں بر سلامت واجب است (دلیل الطالب ص ۴۷)

قاضی شاکرانی نے حضرت ابن عباس کی فتنی کے اس حدیث کے خلاف ہونے کی ایک وجہ بیان اور قبول کرنا بھی لکھا ہے (ملاحظہ ہو فی الاوطار جلد ۲ ص ۲۴۴) مگر یہ وجہ بالکل مردود ہے کیونکہ حضرت ابن عباس کی فتنی متعدد مواقع پر حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام کی موجودگی میں یہ فتویٰ دیا ہے تو کیا کسی موقع پر بھی ان کو اپنی مروی حدیث یاد نہ آئی؟ جب کہ ان کے بغیر یہ روایت صحیح سند کے ساتھ کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور و معتبر عالم مولانا محمد عبداللہ صاحب روپڑی (المتوفی ۱۳۸۵ھ)

لکھتے ہیں کہ: انہی شاکرانی نے جو حدیث وہ بیان کی ہے یہ بالکل ٹھیک نہیں اور (یکہ) میں نے تین ملاقوں میں یہ روایت مذکور نہیں (روایت)

چچہ گم، حضرت ابن عباس کی اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور بعد صدیقی میں وہی تین ملاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا بلکہ مطلب ہے کہ اس عہد میں عمر ایک وقت میں بچائے تین ملاقوں کے صرف ایک ملاق دی جاتی تھی (اس کے بعد اگر خداوند سب سمجھتا تو دوسرے اور تیسرے طور میں ہر ملاق دیتا ورنہ ایک ملاق پر ہی کفایت کر دیتا اور نہ ت گھر جانے کے بعد حضرت اس کے نکاح سے آزاد ہو جاتی) اگرچہ تین کا ثبوت بھی اس بار کہ عہد میں یہ ایک حدیث مؤثر بن لیبہ وغیرہ کی روایت باحوال پہلے لکھی ہے مگر فقہ السالم ہر تھانہ میں بعد حضرت مؤثر کے زمانہ میں تین کا رواج یکسر ہو گیا اور انہوں نے تین ہی کو لوگوں پر نافذ کر دیا اور حضرت مؤثر کا یہ ارشاد اس کی ایک کتبہ کے شریعت نے ان کو نہ بکا مرقع برقی لکھیں لوگوں نے جلد بازی سے حکم لین شروع کر دیا لیکن جب لوگوں نے اس کا التزام کیا ہے تو ہم بھی ان کو ان پر نافذ نہ کیے تھے۔ پس اور ایک روایت میں تنایع الناس فی القلادی کے

الفاظ آئے ہیں کہ عہدنا دینی میں لوگوں نے لگا تا ملاق دینا شروع کر دیا حضرت ابن عباس کی اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ بعد اور گنتی کے کی ناسے تین ملاقیں ہوتی تھیں مگر شاید میں ایک ہوتی تھی اور اس مطلب کے لئے مشورہ تابع حضرت ابوبکر بنی و المتوفی ۹۵ھ کی وہ روایت دلیل اور قریب ہے جو حضرت ابن عباس سے وغیرہ میں آئی ہے۔

حالذا حبیبہ وان یطلقوا واحداً کہ وہ حضرات اس کو پسند کرتے تھے کہ شہ یہ نہ کہ احثی قبض ثلاث جیف ہوئی صرف ایک ہی ملاق دی جائے پس اس کو چھوڑ دے۔ و نصب الرأی جلد ۲ ص ۲۴۴ و درایہ ۱۳۱۵ھ و ابانے بیان کہ تین فیض اس کو گندھا ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ روایت باسناد صحیح ہے (درایہ ص ۲۴۴)

اور محدث دلیل ام مہدی اللہ بن عبد الکبیر، ابوزہرہ الرازی (المتوفی ۲۶۸ھ)

حضرت ابن عباسؓ کی مذکور حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ۔

معنی هذا الحديث عندی انما اس حدیث کا میرے نزدیک یہ مطلب ہے کہ تطلقون انتم ثلاثا کذا یطلقون بیسے تم (دیکھو) تین طلاقیں بیسے، حضرت واحدۃ فی نعم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر وعمر یعنی اللہ عنہما۔ کے نذر اور حضرت البرجۃ اور حضرت عترة کے نذر میں صرف ایک ہی طلاق دیا کرتے تھے۔ (سنن الکبریٰ جلد ۳، ص ۳۳۳)

اور اس حدیث کا یہ معنی امام غزالی، امیر غزالی اور علامہ زرقانی بھی ذکر کرتے ہیں، علامہ ابو نعیم حاکم علیہ السلام ص ۱۱۱، ابن السکون ص ۱۱۱، زرقانی شرح موطا جلد ۱ ص ۱۱۱، اگر اس لحاظ سے حضرت ابن عباسؓ نے گول کی عادت بدلنے کا ذکر کیا ہے نہ کسی شلہ کے حکم کے تفسیر کا (علامہ ابو نعیم شرح مسلم ص ۱۱۱) لہذا یہ روایت اس متنازع فیہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور چونکہ ایک مجلس کی تین طلاقیں کے ایک ہونے کا کسی اور صحیح روایت سے ثبوت نہیں ہے، اصول حدیث کے لحاظ سے صرف یہی روایت صحیح ہو سکتی تھی اور جب اس سے یہ سکو ثابت نہ ہوا تو تین طلاقیں کو ایک کہلے اور کثرت دسلے بالکل مایوس رہ گئے اور جمہور کے پاس علاوہ اجماع کے اور بھی معتد بہ صحیح دلائل موجود ہیں حکم مذکور۔

پہچم، حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو اگرچہ ظاہر پر ہی حکم کیا ہے اور بطرح سے اس کو بغیر قبیلہ کیا جائے تو یہ اس کا اکی صحیح روایت سے تعارض لازم کہئے گا جو جمہور کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں جن میں سے بعض کو ذکر قبیلہ کے بغیر لایا ہے تو تعارض کی صورت میں بھی جو کہ طرف سے پیش کردہ احادیث اور دلائل کوئی وجہ سے ترجیح ہوگی، اولاً یہ کہ علامہ الرازی اثنا عشر نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر ایک طلاق کی قید ظاہر قرآن کے موافق ہو اور دوسری نہ ہو تو حدیث ظاہر قرآن کے موافق ہوگی، اسی کا اعتبار ہو گا۔ (کتاب الاعتبار ص ۱۱) اور پہلے احوال یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جمہور کی دلیل

ظاہر قرآن کے موافق ہے اس لیے اسی کو ترجیح ہوگی و ہم یہ کہ ایک حدیث پر دھبہ امت کا عمل ہو اور دوسری پر نہ ہو تو اس حدیث کو ترجیح ہوگی جس پر دھبہ امت کا عمل ہے کہ بخیر اس بات کی علامت ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے بخلاف دوسری کے (مفسر کتاب الاہل ص ۱۱) اور یہ بات بھی پہلے احوال قرآن کی عین ہے کہ کلام بھی حضرت صحابہ کرامؓ اور جمہور امت کا اسی پر اجماع ہے کہ ایک دفعہ دی گئی تین طلاقیں تین ہی بول گئی لہذا تین طلاقیں کے واقع ہو جانے والی احادیث ہی کو ترجیح ہوگی، سہم یہ کہ کتب کرام اور صحیح کا قاض ہو کہ جو کلام ترجیح ہوئی ہے کتاب الاعتبار ص ۱۱) اور جمہور اور حدیث سے استدلال کرتے ہیں جن سے تین طلاقیں کے بعد عورت حرام ہو جاتی ہے اور اس کے مقابلہ میں جو حدیث تین کو ایک قرار دیتے ہیں وہ گھٹا کن ہے یہاں تک کہ اس کی دلیل پر عمل نہ کیا جائے کہ جمہور کی دلیل کو ترجیح ہوگی کیونکہ وہ عام ہے، اسی اصل اس قسم کی اور بھی کئی وجوہات ترجیح بیان کی گئی ہیں مگر ہمارا مقصد سب کا احاطہ نہیں ہے۔

مشتم، حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت طلاق نہیں بلکہ غیر قولی ہے اس کے بارے میں ہے یعنی یہ روایت اسی عورت کے حق میں ہے جس کے ساتھ بھی تنگ خانہ نہ ہو سکتی نہیں کی اور اسے اول طلاق دی ہے انت طلاق انت طلاق انت طلاق اس میں یہ پہلی طلاق سے جدا ہو جائیگی اور دوسری اور تیسری طلاق کا وہ عمل نہیں کرے گی چنانچہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی غیر قولی بہا بوی کو کہے انت طلاق انت طلاق انت طلاق تو پہلی طلاق واقع ہو جائے گی اور دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ (کتاب الام جلد ۱ ص ۱۱) حضرت امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ حضرت البرجۃ بن عبد الرحمن بن العمار سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی غیر قولی بہا بوی کو کہا انت طلاق، پھر کہا انت طلاق تو یہ کہہ کہا انت طلاق تو پہلی طلاق سے وہ جدا ہو جائے گی اور دوسری اور تیسری کے حق میں وہ بالکل جائز رہے گی (مفسر سنن الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۱) اور امام بیہقی نے بن قول حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت امینؓ حضرت زین بن ثابتؓ حضرت ابو بکرؓ حضرت

[illegible]

عن عكرمة بن عطاء وطائفة من أصحاب
 ابن زبید علیہم السلام۔ مروی عن ابن عباس
 رضی اللہ عنہما قال قالی واحدة
 ما بینة یحیی فی الرحیل یطلق ذبیحة
 ثلاثا قبل ان یدخل دہا الخ
 (سنن الکبریٰ جلد ۵ ص ۳۵۳)

اور یہی قول کا نظائر ایسے تو کم نہ ہیں حضرت عائشہؓ اور جابرؓ نے یہی نقل کیلئے کہ
 غیر بدل میں تین ہلالین ایک کوئی ہے (عائشہؓ جلد ۳۲۵) اور یہی کہتے ہیں کہ غیر
 بدل ہمارے ایسے ہیں، ایک، شلاق، یا جس حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک اس صمدت میں
 ہرگی جب کہ دفعہ نہ ہو جو کہ تفریق طور پر رانت، طاق، حاتی، طاق، رانت طاق کے الفاظ سے
 ہوا اور ان کے ساتھ امام بخاریؒ نے روایت کی کہ جابرؓ کہہ

و حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
 اُعلیٰ نے فرما کر کہ شخص نے نبیؐ کی قبر پر دست
 قبل کاٹنے کی غلطی کر دی تو اسی نے فرمایا کہ
 کے انھیں تھا جس نے کہیں اس کو نہ لگا کر
 اور گیسے بعد کے میں غلطیوں کو مٹا کر

[illegible]

حضرت ابن عباسؓ کی مسلم والی حدیث کا ظاہر اگرچہ ایسی کچھ ہوتا ہے کہ ایک مجلس کی
 قین طلاقیں ایک ہی مجلس میں لیکن ابن عباسؓ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے وہ ابن عباسؓ کی
 کہتے ہیں جبے ابوذر (جلد ۱۹۹) اور عائشہ (جلد ۲۷۷) کے فتویٰ کے برخلاف ہے۔ ابن عباسؓ کا فتویٰ
 اس کے خلاف ہونا قیطرہ روا ہے کہ حدیث پیشے ظاہر پیشے میں ایک اس سے بفر موطاء
 (جس حدیث سے ہم بفری نہیں ہوں) کو بفری کہیں کوئی طلاق دی گئی ہو تو طلاق باطل ہے۔ انت
 طلاق، انت طلاق، میں چنانچہ شامی نے اس سے حدیث پر اس میں ہوں باندھ لیا ہے۔ باب
 طلاق ثلاثا، المتفرقة قبل الدخول بالزوجة (جلد ۲۷۷) باب
 پھر بفری کو بفری سے قبل متفرق قین طلاق سے ہیں۔ ابوذر کو میں ابن عباسؓ کی مسلم
 والی حدیث ان الفاظ سے ہے۔

اسما علمت ان الرجل كان اذا طلق آپ کو معلوم نہیں کہ حضرات (صحابہ کرام) جب

[illegible]

۱۱) محمد بن عبدالمکث بن مروان، امام زلفی، امیرِ مسلمین بن امام کو فتنے میں کرد و فتنے سے
 امام ابوحنیفہؒ کو مصدق کہتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ ان کو کشت میں رکھنے میں ذخیۃ اللہ بن
 علیہ (۲۱۷ھ) علامہ سبکیؒ ان کو مصدق علم و صدق اور کشت میں کہتے ہیں (ذوالحجہ ۱۰۷۱ھ)
 ۱۲) ابوالمناثر محمد بن فضل السدیق، علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الثبت کہتے ہیں تذکرہ دار

۱۷۱) حضرت امی حیثیہؓ نے ان کے مخلص ہونے کی وجہ سے ان میں سے کلام کیا ہے،
لیکن علامہ درویشؒ کہتے ہیں کہ ابن جان ان کی ایک جہی میں حضرت بتدے کو یاد نہیں کرے
حالانکہ صحیح بات دے جو امام درویشؒ نے فرمائی ہے کہ وہ ثقہ میں ابوہریرہؓ کے بعد بھی کوئی
میں حضرت امیؓ سے ثابت نہیں ہے۔ (زمین علمدار ۱۷۱) و تہذیب التہذیب جلد ۱۰
(۱۸) مآثرین نے علامہ درویشؒ ان کو کلام الحافظ جبرائیلؑ شیخ الاسلام کہتے ہیں، مگر ذکر ہے
۱۷۲) (۱۶) البیہقی نے حضرت امیؓ کے کلام الامام ابوہریرہؓ اور اہل العلم سے کہتے ہیں۔
مگر جلد ۱۷۳) (۱۵) اور واحد بھی متعدد لوگ اس کو روایت کرتے ہیں، مولانا شمس الحق
صاحب بنیادیؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت میں علوم نہیں کوئی اس کو تو یہ سند مجمل روایت
سے ہے اس لیے یہ ضعیف ہے، وہ ان المعتمد علیہ صریح، لیکن مولانا حافظ علیہ السلام
صاحب درویشؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ ان کی غلطی ہے، فتح الباری، جلد ۱۷۴)

کھدے تو کسی وقت غراہ ظہر موقوفہ چواس پچیس بی واقع ہوں گی، پس اس صورت میں
نہی کا مابین تشریق کی قید لگانا بالکل درست ہوگا (میںٹ)

قاضی عسکری نے (شیل الاطالعہ ص ۱۵۳) میں لکھا کہ اگر والدین کی قید حدیث میں موقوفہ
سے متعلق ہے، تو سلم کی طلاق حدیث اور تفسیر سے متعلق ہے، لہذا جب عیسٰی موقوفہ کی تین تفسیریں
ایک ہی جاتی ہے تو موقوفہ کی بھی اس طرح ایک ہی سمجھی جائے گی، لیکن مولانا حافظ محمد عبد اللہ
صاحب دہلوی اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں کہیں جواب قابل اطمینان نہیں اور اس
کے متعلق بحث (کرکتے ہوئے) امام شوکانی نے یہ جواب دیبہ سے منکر دے کر کیونکہ اس
صورت میں ابو داؤد کی حدیث میں دلیل و قول کی قید فضول جاتی ہے، نیز ایک حدیث
جب مختلف طرق سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہو تو وہ ایک ہی ہوتی ہے ان سب
الفاظ کو ملکر مطلب ایسا نکالو (میںٹ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بھی متعدد جوابات کہ ابو یوسف نے منقول ہیں۔
لیکن جملہ مقدمہ سب جوابات کا احواط نہیں اور نہ یہ ہر ایک مسئلہ امکان میں ہے البتہ
میں نے خود ان افراد سے پھر جواب عرض کر دیتے ہیں جو ہر ایک مسئلہ مقام پر درست
اور صحیح ہو سکتے ہیں، البتہ اصول حدیث کے پیش نظر جملہ جواب ہمیں زیادہ پسند ہے
کیونکہ اس میں ہر روایت اپنی جگہ صحیح رہتی ہے اور کسی روایت کی تضعیف لازم نہیں آتی
اور یہی جواب بہتر اور عمدہ ہے کہ بات بھی قوی ہو جائے اور غرض بھی لازم نہ کہ کہیں غلطی
نہیں ہو گئی نہ یہی بخیر البتہ ایک اور ضروری بات اس حدیث کے بارے میں رہ گئی
ہے وہ یہ کہ بعض حضرات نے حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو قرین طلاق کو قرین ہی کر دیا
جائے کہ بعض بات اور مزید اور بعض نے سیاست پر عمل کیا ہے، چنانچہ اپنی حضرات میں مروانا
مثلاً ابوہریرہؓ صاحب امت سرخی (المستوفی ص ۱۳۹) بھی ہیں جو یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا
فیصلہ شرعی نہ تھا بلکہ سیاسی تھا۔ ان کی تردید کرتے ہوئے مشہور غیر مقدمہ عالم مولانا محمد براہیم
صاحب قیامی (المستوفی ص ۱۳۹) کہتے ہیں کہ۔

حضرت عمرؓ کی نسبت یہ تصور دلائل کا انہوں نے معاذ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلائل
تو کی نسبت کہ اولاً بلاست چڑی چڑست سے والدین اس عبادت کو نفل کہتے وقت ہمارا
دل بدل گیا اور عزلی ہو گئی کہ ایک شخص جو خود سکر کی تیققت نہیں کیا وہ فیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ سنت کے بعد سے اس قدر جی رہا تھا، استغفر اللہ استغفر اللہ
اس حکم کے سیاسی سمجھنے میں نہت غلو کی گئی ہے اور بیچ و بیچ غلطیوں کے سلسلے میں پڑے
ہیں یہ کہنا کہ فیض کے بعد اس کے بحال رہنے یا نہ رہنے میں اختلاف جو اسطر غلط اور صحیح
بعد سے تقدیر میں کی طرف یہ بات منسوب کرنی کہ وہ اسے سیاسی حکم کہتے تھے، بلکہ غلط ہے
اور یہ ایسا بزدلانہ ہے، پھر اس کے مل کر کہتے ہیں جو اگر وہ اس حکم میں حضرت عمرؓ کی وضاحت
کر سکتے وہ یہ نہیں کہنا کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم محض سیاسی تھا اور نہ یہ کہتا ہے کہ وہ سیاسی حکم
اسی ہی بحال رہنا چاہیے بلکہ وہ آؤسے اس لیے بے مبالغہ کہ اس کے نزدیک حضرت عمرؓ کا یہ
حکم قرآن و حدیث سے، غرض سے پھر اس کے کہتے ہیں جناب نے جو یہ فرمایا ہے کہ عسکری اس
کو سیاسی حکم کہتے ہیں اس پر ایک مقدمہ نہیں ہے اگرچہ بیچ و بیچ میں اس کو جو بولے تو ہم فیض
کہتے ہیں کہ حضرت ام المومنینہؓ اور حضرت ام المکات اور حضرت ام شامیہؓ اور حضرت ام
احمد اور ان کے مثل دیگر ان حدیث جن کے اسما گرامی کہنے میں خوف طوالت ہے بخیرین
کی حدیث میں شامل ہیں، انہیں؟ اگر شامل ہیں تو یہ بات گہرے تو درست نہ ہوئی کہ عسکری
اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں کیونکہ سب ان حدیثوں میں صورت زیر سوال ہیں تو ان طلاق پڑنے کے
قابل ہیں اور وہ اس کے دلائل شرعیہ بیان کرتے ہیں کہ جناب مہربانی فرما کر ان نیکوکار
دین کی تصریحات، بلکہ کی تکلیف گواہیں کہ جناب انہوں نے اس حکم کو فارسی کو محض
ایک سیاسی حکم قرار دیا، اور وہ بھی نہ سمجھا ہو اور پھر اسے بحال رکھا ہو، میں بار بار اپنے مقصود
علو کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا کہ اسے کہیں ایسی کوئی تحریر نہ ملی جس میں یہ مذکور ہو کہ
انہی غلطیوں نے حضرت عمرؓ کے اس حکم کو محض ایک سیاسی سمجھا اور اگر غلط حدیث سے
جناب کی اہل حق میں ہوں تو اس صورت میں ہم گناہ پیش کر رہے ہیں کہ جناب اس

کے حوالہ کی تکلیف گواہوں کے اور ہم پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کر کے رہے
 کہ ان سے معین ہر جنوں نے آپ کی طرف سے سیاسی مداخلت میں الدین نجی ہو گا بقول
 آپ کے جانکر مداخلت ہو اور اگر ممکنہ سے آپ کی باہمی ذات گرامی اور اس زمانہ کے آپ
 جیسے درجہ رکھ، اچھا بہت ملوں پر توبہ اولیٰ احاطہ! مجھے آپ کا بان کھینچنے میں
 ہے دور دور میں احسان سے کی طرہوں سے نظر ڈالنا پسند ہے محض نہیں ہو سکتے۔

آخرین چہرہ پر شہرہ کے ایک نرس مقتدرہ میں سے ام، ہالک کا خطا پر ہم شانہ کی کیا
 ہم چہرہ پر ماسخ میں سے شادہ ولی اللہ شہرہ کی انوارہ لفظ۔ ملاحظہ فرمائیے جن کے بعد اس وقت
 تک ہندوستان میں کوئی ایسا شخص نہ ہوا جس کا کہہ کر کسی اور کو سب کا حال زندہ پائی جان
 کہیں یہ حضرت علی کی کوخلفہ دلال شہرہ سے لگتی تھی یہی اخبارِ محبت، ۲۹ نومبر ۱۹۰۶ء، کلکتہ، ۱۹۰۶ء
 حضرت مولانا مال کوٹلی نے حضرت مولانا کے اس حکم کی عیسیٰ کو بے گناہ سمجھے جوئے آغاز
 سے توبہ کی ہے اس سے زیادہ اور کیا مال کا سب سے بارزادہ صدیق جن خان صاحب جنہ
 بھی مختلف پیڑھے بل بل کر آخر میں اس کو شیعہ کہہ کر اہلِ کفر سے کیا ہے ملاحظہ ہو
 اَلْجَنَّةُ فِي السُّوءِ الْحَسَنَةُ بِالسُّوءِ (۱۵)

الغرض حضرت عمرؓ کا یہ حکم نہ تو مسز کے طور پر تھا اور نہ سیاسی تھا بلکہ خالص اور نرا

عائظہ ابی القیم اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

فلما دبك الناس الضحوة دالان
قال: اجري الله على لسان الحكيمه الرشد
والصلاة معه شرعا وقد زاد الزهد
بذلك وافاد عليه۔

جب لوگوں نے ضحوة کا کتاب شروع کر
دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے خدیجہ راشدہؓ اور ان
کے ساتھیہ صبیحہؓ کو کرم کی زبان پر ازاد کئے
شرع اور قدیم طلاق کو ان پر جاری اور

۱) اعلام الموقعین جلد ۲ ص ۲۴۷

حافظہ ابن العثیم کی اس عبارت کے بھی مراعت یہ بات ثابت ہو کر یہ حکم شرعی تھا نہ کہ سیاسی

مذہبی اور شرعی حکم کے بغیر ان فرض اور کئی دلیل بھی جوئی تو قرآن کا شراعتی مطلقہ راسخ ہوئے
کی دوسرے مضمون کا حدیث علیہ السلام کے جستی وسنة الخلفاء الراشدين الحديث
سنت ہو کر ان کے بعد میں حضرت صحابہ کرام کا اجماع اس پر سنت ہے اور حضرت اس
تذکرہ اور دوسرے جو بہت کا اجماع اس کے علاوہ ہے اور اہل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے
کے علاوہ ہیں جو بہت سے مقدم ہیں اس لیے یہی مسئلہ حق اور مضامین اس میں شریعتی اور
ہیں جن دنوں دنیا کی فلاح و کمال کا ہے اعتدال کی اس میں کتب پر قائم ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی اس مذکورہ حدیث کو جزایات میں لے کر اُس کے بیوں و باپوں و اہل بیت کے ساتھ میں عہدہ الامانات طبعِ اول کے وقت فتائی شہنائی میں سہ ماہی میں نظر نہ تھا اس کے بعد کہ تکلیف و سبب و سبب اس میں حضرت ابن عباسؓ کی اسی روایت کے ہاتھ میں خاصی علمی کتب سے جو طرزِ سفرِ فخرِ اہلِ حدیث عام مولانا ابو محمد شرف الدین دہلویؒ نے کہے جو اہمیت و عہد و اس گریبانِ اعلیٰ کرتے ہیں تا نین کر اسے استعمال کے وہ جو طرزِ سفرِ اعلیٰ شرفیہ

[illegible]

مرسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن مجید کے ساتھ۔ یہاں پر فیصلہ ہوا تھا اور یہی روایت میں نہیں ہے۔ وَاُولَئِكَ فَلْيَسَّ بِكُمْ۔ یہ کہ حدیث صحیح مسلم کی صحیح ہے جیسے دوسری حدیث صحیح مسلم کی بارش بن عبد اللہ بن صہابی سے ہے قل اعطوا قدم جابر بن عبد اللہ معمر فہتہ فی منزلہ فسالہ القوم عن اشیاء ثم ذکرہ المصنف فقال نعم استعنت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی بکفی وعتش اتقن فی روایۃ اخذای بعدہ ثم فہنا غشی فقلہ فہل ہا لای متعہ العناد و متعہ الخ (صحیح مسلم طبع نوری ۲۱۴۴) باب نکاح المتعہ پس جو جواب اس جاہز کی متعہ النساء کے نماز و خدم کا بڑا سبب ہے وہی حدیث ابن عباس میں کا ہے اگر یہ جائز ہے تو چہ متعہ النساء بھی جائز ہے ولا یقول لہ المحدثون۔ پنجم اس سے ثابت ہوا کہ یہ تین طوائفیں حکم واحد یا تحت النساء۔ بالا بالاولیٰ ہے خبر میں کہتے ہیں کہ علم نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا نہ شیخین کو نہ ان میں حضرت عمرؓ کو علم ہوا تو منع کر دیا ابن عباس کی اس حدیث پر محمد بن ابی نعیم نے اپنی کتاب میں محمد بن جبر کی تشریح کی کہ لو اہم نوئی نے شرح مسلم میں کہ ہے اور بھی میں نے اپنی کتاب میں محمد بن سے نقل کیا ہے۔ ششم۔ محمد بن کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کرنا ایک شمار کرنے کی نسبت میں بھی کلام ہے یہ سخت مخالفت ہے اصل بات یہ ہے کہ صحابہؓ و تابعینؓ و تابع تابعینؓ سے کہ کسات رسالہ میں صلیحین صحابہؓ و تابعینؓ و محدثینؓ سے تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد تھا۔ ہر نماز میں تیس من ادھی غلیبہ البیان بالجہان و دونہ خطوط الفتاد و طوطیہ و کلام اللہ علیہ السلام و سنی بنی و کلام سنی انسانی۔ جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و شرح مسلم اہم ترمذی و شیخ البیہقی و تفسیر ابن کثیر و تفسیر ابن جریر و کتاب الاعتبار لایم الحارثی فی بیان الاسخ و المنسوخ من الکلام اس میں اہم حارثی نے ابن عباس کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بھی الطلاق فی متعہ النساء الایۃ کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین

طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے دوسری حدیث نقل کی ہے جو سنن ابی داؤد میں باب نسخ المراجعة بعد الطلقات الثلاث لہ ترمذی نقل کی ہے عن ابن عباس ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ فاجتہد فی جمعہا وان طلقہا ثلاثاً ففزع ذلک فقال اطلاق امرأتہ فانک لا یعدونہا اذ فزع لہ یکسحان عن اعمود و ۲۱۴۴ اہم سنن ابی نعیم اس طرح ۲۱۴۴ میں باب متعہ کیا ہے اور یہی حدیث لے کر ابن اور دونوں امور نے اس پر کسوت کیا ہے اور دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور درست ہے جب ہی قول ہے میں اور باب متعہ کیا ہے اور ابی کثیر نے بھی لے کر ابی داؤد و سنن ابن ابی حاتم و تفسیر ابن جریر و تفسیر عبد بن حمید و مسند کماؤ و قال صحیح الامام و الترمذی و مسند و ترمذی نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس کی اس حدیث کو کسوت کر کے کی تفسیر بنا کر اسی کو لکھ دیا ہے یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد تیس کر لیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے میں یہ حدیث مذکور تحت ابن کثیر و ابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے جیسے کہ مسند کماؤ میں صحیح الامام و لکھا ہے اور قابل اہم تیس اور اہم فخر الدین راز نے بھی تصحیح بھی کی ہے اور اہم البرکۃ محمد بن ابی حاتم حارثی نے کتاب الاعتبار میں اپنی روایت سے نقل کر کے لکھا ہے فاستقبل الناس الطلاق جدیدۃ من یومئذ من مکان منہم طلاق اولہ یطلق حتی وقع الیجاب علی نسخ المحکم الاول و دل ظاہر الکتاب علی فقیہہ و جادت السنۃ مفسرۃ للکتاب مبینۃ دفع المحکم الاول الامام اور خود علامہ ابن قیمؒ نے زار المعاد ص ۲۱۴۴ میں لکھا ہے تفسیر الصحابی حجة و قال المحاکم ہو عند نامہ فیوج انتہا۔ اور جب مسلم کی ابن عباس کی حدیث مذکور جامع کے خلاف ہوئی تو غرض شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے قول سے بھی اس پر عمل نہ کرنا چاہیے اس سبب کہ انکاوی ابن تیمیہ ملہ دوم ۲۱۴۴ میں ہے والحد الواحد اذا خالف المشہور المستفیض کان شاذاً و قد یکون مسخوخاً انتہ و ہذا کذاک فانہم و تدبر

اور سنان ابی داؤد کی تصحیح کی حدیث کی حدیثیں راوی علی بن حسین اور حسین بن داؤد پر جو حدیثیں
ابن قیم نے احقر میں کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین کو کفر بہ المذہب میں
صدق دہم لکھا ہے وہم کے باعث ابواؤد نے اس کی تصحیف کی ہے مگر امام
نسائی جو جو ہے متقدم ہیں انہوں نے اور محدثین نے کہا ہے لیس بہ ماں اور وہم
سے کوئی بشر خالی ہے لہذا یہ کہی جرح نہیں راوی مجتہد ہے خصوصاً جب کہ محدثین بلوین
نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے انھیں بن داؤد کو کفر بہ میں لکھا ہے اور وہم لکھا ہے کہ
یہ راوی روایت صحیح مسلم سے ہے اور یہی بن داؤد کو کفر بہ میں لکھا ہے اس کو کفر بہ بتایا ہے ملاحظہ ہو
میزان الاعتدال ناوی رجال دونوں کے نقائص ہیں لہذا یہ حدیث حسن صحیح ہے قابل نقل و
جمع ہے اور قد راوی ابن حبش کو فتنی بھی اس کی صحت کا مؤید ہے ملاحظہ ہو مؤلف
امام کاشغری و اور لغز احقر میں کہ یہ ابن حبش کا سوسے قواس کا جواب ہے کہ اگر ابن
حبش کو سوسہ ہو گیا تھا تو پھر ان کی مگر کی حدیث میں بھی سوسے خلاصہ حید اور امام راوی
نے تصحیح کر دیں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی ہے وہ یہ ہے کہ
آیت اَنْفَلَا تُسَلِّطُوْا الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُحَلِّفَاتِ يَسْتَلْبِضُوْنَ بِاَنْفُسِهِمْ فَلَا تُنْفِلُوْهُ
اِلَّا قُلُوْبَهُمْ وَلَٰكِنَّ لَّكُنْ اَحَقُّ بِمَدْرَسَةٍ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِسْكُوْهَا اَلْقِيَتْهٖ
اس کے بعد ہے اَلْحَاكِمُ مَرْثَاةُ الْقِيَةِ اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مجمل مفسر
اَلِی الْمُسْلِمِيْنَ یا کالعام مفسر اَلِی الْمُخَصَّصِ یعنی کہ بُوَلِّطُ الْمُطْلَقِین (مطلق و مہندہ
خاندنوں) کو بعد مطلق حق استرا و دینی رجوع ثابت تھا عام اس سے کہ ایک مطلق کے
بعد ہوا دوسے کا تین کے پس آیت اَنْفَلَا تُسَلِّطُوْا مُشْرِكِيْنَ اَنْفَلَا تُسَلِّطُوْا مُشْرِكِيْنَ اَنْفَلَا تُسَلِّطُوْا
کو رجوع ایک یا دو مطلق کے بعد ہے اس کے بعد میں پھر آگے جامع تفسیری کی
حدیث سے منع ثابت کیا ہے اور بعض اصحاب تفسیر کے یہ ہے کہ پہلے مطلق قول کے بعد
ہذا ہوا لہذا قیس الکر و دیگر بہت غرض ہوتے ہیں اور یہ نہیں سہجے کہ اس قول
کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے ملاحظہ ہو ج ۲ صفحہ ۲۴۳ اور وجہ

کلام میں سے وہ بڑھتے ہوئے ہے کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکورہ کا رد بھی بتایا ہے جہت
یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے تفصیل میں شرح صحیح مسلم نووی فتح الباری وغیرہ مطولات میں
ہے جہت یہ کہ ابن حبش کی مسلم کی حدیث مذکورہ فروع میں بعض صحابہ کا نقل ہے جس کو
شیخ کاظم نے تفسیر کمالی الوجہ الثالث والیالہ و ششم یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام
عازمی نے تفسیر ابن جریر میں رد کی ہے وغیرہ کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہر گناہ
و سنت صحیح و جامع صحابہ وغیرہ اگر محدثین کے خلاف ہے لہذا جہت نہیں
اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے یہ لکھا ہے کہ تین مطلقاں مجلس واحدہ کی
حضور کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین و تبع تابعین وغیرہ
اگر محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے باندہ اور ان کے متقدمین یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے
ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا اس وقت کے علماء اسلام نے ان
کی سخت مخالفت کی تھی قراب صدیق حسن خان مرحوم نے تحفۃ اللغات میں کہا ہے
شیخ الاسلام کے متقدمت مائل تھے ہیں اس خبر میں مطلق ثلث کا مسئلہ بھی لکھا ہے
کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین مطلقاں کے ایک مجلس میں ایک مطلق ہونے کا فتویٰ
دیا تو بہت شور ہو شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ائمہ فہم صاب ہوا ہونے ان کو کوفت
پر مار کر کے مار مار کر شریں پھر کر توین کی گئی قید کے لئے اس کے کاس وقت میں
علامت رد افضل کی تھی ۳۱۸ - اور سبب الاسلام شرح بلوغ المرام مطبع فاروقی دہلی ص ۳۴
اور التلک مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب ۲۸۵ میں ہے کہ امام شریکین
وہابی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور متقدم ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالفت میں الفج
الکمل ۲۸۵ و ۲۸۶ - قال توجب کو متاخرین علماء اہل حدیث عرفا شیخ الاسلام ابن
تیمیہ اور ان کے شاگرد ائمہ تہجد کے متقدمین اس لیے وہ شیک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے
متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب تین

ابن عباسؓ سے کفر کی تائید سے روایت کرتے ہیں اور دوسری عللۃ شام سے یہ خبر فرماتے ہیں کہ:

واما الذی بالشام فکتاب الدلیات
لخالده بن یزید بن ابی مالک لیرحمہ
انہ یکذب علی ایہ حتی کذب علی
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۵۸۴)

اور اس مذکورہ روایت میں علیؓ انہوں نے نے غلام حضرت عمرؓ کو یہ جھوٹا اذہما سے
صدر تعجب اور ہزار افسوس سے مخاطب ابن اثیرؒ نے صاحب البصیرت عالم عرب کے لئے یہ طعن لکھی
کی روایت سے حضرت عمرؓ کی اس منکسوس روایت ثابت کرتے ہیں اور طعن یہ کہ روایت
بھی بڑی ہی عجیب ہے جس میں ایک سلطان کا یمن کی طرف بھیجیں مگر ناظر ابن القیمؒ کے
نور کا یہ مرقع طعن ہے خواستہ یا نہ ہو کہ سلطان کی کینوں میں عینیں ہو سکتی ہیں جن کو
ہزار آدمی ہزار سے قتل کر سکتا ہے، چہرہ کا مڑو یہ ہے کہ علیؓ کی صورت میں عین ہزار آدمی
بے عقلی طعن پر غور فرمائیے کہ روایت صحیح ہے اور نہ اس کا مطلب صرف ہے محض جنوں کے
مسئلے یہ کہ جن جنوں نے شیعیں ہو سکتا۔

دوسری دلیل یہ۔

حضرت رکاباٹھنے اپنی بیوی کی طلاق دے دی تھی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے ملنے ارشاد فرمایا کہ نے رکاباٹھنے کو جمع کرو۔ رسول نے کہا کہ حضرت! میں نے تو بیوی
کو تین طلاقیں دی ہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکاباٹھنے میں جانا ہوں تم
کو جمع کرو۔ (ابو داؤد جلد ۱ ص ۱۹۷، مسند ابی یزید جلد ۱ ص ۲۳۴)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ تین طلاقیں کے بعد بھی مہر کا ثبوت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت واقع نہ ہو بلکہ درجہ کا کیا گیا ہو؟
الجواب: اس تین طلاقیں کے عدم وقوع پر استدلال صحیح نہیں ہے اور اس لیے

کہ اس کی سندیں بعض ہی اہل رافضی موجود ہیں جو محمول میں چنانچہ اہل امام لڑی فرماتے ہیں کہ کراۓ کی وہ حدیث جس میں آگے کہ انہوں نے تین طلاقیں کہیں یہی وہ حدیث مفیدت ہے۔ کیونکہ اس میں محمول لڑی موجود ہیں (مشترک مسلم جلد ۱ ص ۴۸)

[illegible]

اور مذمت اور انکار کے ذریعہ ہر ایک کی دلنہایتیں بیان کیں کہ اگر سب سے پہلے یہاں پہنچے
اور چونکہ ملائوں کو ایک ہی قوم سمجھی جاتی تھی، لہذا یہ صورت میں ہر شیعہ اور سنی کے لئے ایک ہی جہان پر مبنی اور اسی
فرض پر مبنی کہ جن لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے ہر عورت کے لئے عارضہ پیش کیا ہے، یہی سنیوں کی طرف سے
دینی عقیدوں اور سب کے سب عقیدوں پر صحیح روایت ہے کہ انہوں نے صرف ایک ہی
طلاق دی مثنیٰ۔ ومن ارطقی مطلقاً (یعنی اگر انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو اس کے لئے صرف ایک ہی
بائے میں منکر الجہت یہ کہوں کہ اس سے روایت کے زنا کا نہایت نہیں اور حصر میں ان کے ان
مطلقاً طلاق کے بیان کے بعد صرف دو تدبیر اب لازمی (۲۳۵) کہ اگر امام بخاری نے یہ تحقیق کے
موجہ سے اس روایت کے بیان کرنا ہی جائز نہیں ہے۔

وہ انبیاء حضرت رکنا کی صحیح روایت میں بجلے تین طلاق کے بعد کا لفظ ہے۔ چنانچہ ابو داؤد فرماتے ہیں کہ۔

هذا اصح من حديث ابن جريج ان
رسالة طلق امرأته ثلاثا لانهم
اهل بيتهم وهم اهل مدية
رحله املا وكذا في سنن
الكلبي جلد ۱ ص ۲۴۱

اور قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ
واشت صاروی فی قصہ دکانہ
طلقہا المبة لولا لا
رسيل الاوطار جلد ۱ ص ۲۴۱

امام لوری کی عبارت معلوم ہوتی ہے کہ بعض روایات نے لفظ تکرار تین بھر کرنا لکھا
لفظ اپنی غلطی کے مطابق کر دیا ہے۔ (محصلہ جلد ۱ ص ۲۴۱)

الغرض اس روایت سے تین طلاقیں کا اثبات اور پھر تین کو ایک قرار دینا اور
پھر خاند کو رجوع کا حق دلو ان ظلمات بعدھا فوقی لخص کا مصداق ہے اور محال قرار
کے بنیادی مسئلہ میں ایسی ضعیف دکر وادھول روایتوں پر اعتماد بھی کب جائز ہے ؟ اور
پھر وہ بھی صحیح اور صریح روایات اور اجماع امت کے مقابلہ میں۔
تیسری دلیل

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام کاثرؓ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں
تین طلاقیں دے دی تھیں جس پر وہ بہت ہی دلگیر اور پشیمان ہوئے آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کس طرح طلاق دی ہے ؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک
مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم رجوع
کر لو ابو مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۵ و سنن ابی یوسف جلد ۱ ص ۲۴۱ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں
کہ کسی طرح امام احمد اور ابویوسفؒ نے کہ یہ امام ابویوسفؒ نے اس کی تصحیح کی ہے (نیل ص ۲۴۱)

جواب یہ یہ روایت بھی قابل احتجاج نہیں ہے اولاً اس لیے کہ اس کی منہج
محدثین اسحاق و قیس ہے امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں (ضعفاء مشیہ لشمس السیوطی)
امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (کتاب اہل جلد ۱ ص ۲۴۱) امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ
قابل احتجاج نہیں محدث سلمانؒ فرماتے ہیں کہ وہ کذاب تھا امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وہ
کذاب تھا امام بخاریؒ بن سعید القافلانؒ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے و نیز ابن جریرؒ
امام ہاکٹؒ فرماتے ہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۲۴۱)
مجدد احمد جلد ۱ ص ۲۴۱ اور امام ہاکٹؒ نے اس کو کذاب بھی فرمایا ہے (تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۲۴۱)
امام خطیبؒ بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ابن اسحاقؒ کے ہاں سے امام ہاکٹؒ کا کلام مشہور ہے اور
محدث کا علم رکھنے والوں میں سے کسی بخفی نہیں ہے (تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۲۴۱) علامہ
زہبیؒ فرماتے ہیں کہ محال دھرام کے ہاں سے اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔ دکر وادھول
جہاد ص ۲۴۱ اور ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ کتب ابن اسحاقؒ میں ہے کہ وہ متقدم بر احکام کے
ہاں سے اس احتجاج نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ وہ اپنے سے ثبت اور ثقہ داروں کی مخالفت
کرنا ہو (محصلہ الدایرہ ص ۲۴۱) فواب حدیث حسن خالی ایک سند کی تحقیق میں جس میں محدثان
آتا ہے لکھتے ہیں۔

درستی نیز جمال محمد بن اسحاقؒ امت و دھرم ابن اسحاقؒ بحت ضعیف و دلیل لطلب
۲۴۱) حافظ ابن رشدؒ فرماتے ہیں کہ ابن اسحاقؒ کی یہ روایت دھرم پسندی ہے کیونکہ ثقہ
راویوں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کاثرؓ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں دکر تین
(درایۃ المحدث جلد ۱ ص ۲۴۱)

و ثانیاً ابن کثیرؒ جمال محمد بن اسحاقؒ ہی اس سند کا راوی ہوتا تو اس کے ضعیف اور ناقابل
احتجاج ہونے کے لیے یہی کافی تھا مگر غرض قریب ہے کہ اس سند میں دائرہ بن صدیقؒ بھی
ہے جو کھوکھڑے روایت کرتے ہیں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف تھا۔ امام سفیان بن
عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ہم اس کی حدیث سے گریز کیا کرتے تھے۔ محدث عکبوسؒ درج کرتے

ہیں کہ وہ میرے نزدیک سفید عسل سے (میزانِ مِلد ۱۱۱) اہم الزام تو کہتے ہیں کہ وہ قوی نہ تھا اہم سامی فرماتے ہیں کہ وہ سبکو الحیرت تھا، اختلافِ جود قادی کہتے ہیں کہ محدثین ان کی حدیث کو قائل تو نہیں سمجھتے تھے (تذیب السنن جلد ۲ ص ۱۱۱) اور اہم علی بن ابی حمزہ اہم الزام فرماتے ہیں کہ ڈوڑ بن حصین کی روایت منکر کرے مگر ہوتی ہے۔ (میزانِ مِلد ص ۱۱۱) اور یہ روایت بھی منکر کرے ہے۔ حافظ ابن حجر ان سے متعلق یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ لغتہ لائقِ عکدہ (تذیب ص ۱۱۱) کہ وہ فقہ ہے مگر مکرر کی روایت میں لکھ نہیں ہے۔ اسی لیے اہم چاقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حجت قائم نہیں ہو سکتی (میزانِ مِلد ص ۱۱۱) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معطل ہے (مختصر المجیر ص ۱۱۱) علامہ ذہبی اس روایت کو ڈوڑ بن حصین کے منکر نہیں مگر کہتے ہیں (میزانِ مِلد ص ۱۱۱) اہم الحسن صاحب علیہ السلام کہتے ہیں کہ حافظ ابن القیم نے اس حدیث کو حسن کہا ہے (تعلیق المثنی جلد ۲ ص ۱۱۱) لیکن مولانا محمد محمد جواد علیہ السلام صاحب رد المحتار فرماتے ہیں کہ مگر ابن القیم کا یہ فیہم کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ امام کے حسن ہونے سے حدیث اس وقت حسن ہو سکتی ہے جب حدیث میں کوئی اور عجیب نہ ہو اور یہاں اور عجیب مکرر ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے اس کو معطل کہا ہے۔ خاص کر جب اہم احمد کا فتویٰ ہے۔ اس کے خلاف ہے کہ یہ حدیث روایت کا مکرر ہے (میزانِ مِلد ص ۱۱۱)

یہ ہیں دو روایات جن سے زمانہ حال کے غیر عقیدین حضرت قرآن و حدیث اور جمہورت کے اجماع کے مقابل میں عوام کو حلال کرنے کا اصرار کھاتے بیٹھے ہیں اور منظر پر منظر پر تبلیغ دینے جا رہے ہیں اور فقہ نمک کر سکا رہا اور حاکم کر رہے ہیں۔ خواصاف۔
الحاصل تین طلاقیں کو ایک قرار دینا اور غیر عقل بہا کی مستغرق طور پر دی گئی تین طلاقیں پر مطلقہ کا حکم چال پال کرنا نہ روایتِ ثابت سے اور نہ روایتِ بکیرہ زنی غلط نہیں اور نہ کافر ہے۔ عیا کہ یہ حدیث گندہ گندی سے ادراکِ غلطی پہلے لوگوں کو بھی جو جا یا کرتی تھی مگر یہ با انصاف اور دیانتِ ذلیل تھے اس لیے وہ غلطی پر آگاہ ہونے پر اس کو چھوڑ دیتے تھے،

مگر آج تو قصب اور ضد کو چھوڑا پسند نہیں کیا جاتا۔ (۱) ماشاء اللہ تعالیٰ حضرت محدثین سے کہنے فرماتے ہیں کہ مجھے بعض ایسے راویوں نے جن پر مجھے اعتماد اور بھروسہ تھا یہ حدیث سنائی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو بکالتِ حیض میں طلاق دینی قصہ اور پھر کہ حضرت علیؓ انھیں طلاق دینے کا حکم دیا تھا میں نے اس سال تک اس غلط فہمی کا شکار نہ کیا لیکن بعد کے ابوغلاب یونس بن جبر نے جو نہایت فقر اور ثبوت لری تھے یہ روایت سنائی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تھی نہ کہ تین اور تین کی نسبت ان کی طرف غلطی (مختصر السنن جلد ۲ ص ۱۱۱) اس قسم کی غلط فہمی کا واقعہ جو ابناؤ کی متعدد سندیں ہے مگر دلائل کے بعد اس پر مجبوراً حاضرِ منصب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اس سے محفوظ رکھوں گے آمین۔
پہلے کی دلیل

جو حضرت تین طلاقیں کو ایک کر دکھانے کے واسطے ہیں، ان کا آخری حرب یہ ہے کہ تین طلاقیں کو ایک کہنے والے بعض علماء جنہیں بھی ہیں اگر یہ بات دلائل کے لحاظ سے قوی نہ ہوتی تو وہ ہرگز الیہ نہ کہتے، اور مثال کے طور پر حضرت مولانا عبدالحی صاحب مکتبہ دالمونی ص ۱۳۰ اہم کا نام گرامی پیش کرتے ہیں انھیں کہ مولانا نے اپنے فتاویٰ میں تین طلاقیں کو ایک قرار دیا اور اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ لہذا تین طلاقیں کا ایک بننا قوی اور قیاسک قرار دیا اور اس پر عمل کرنا حدیث و فقہ دونوں پر عمل کرنا ناجائز۔

(ملاحظہ ہو فتاویٰ شامیہ جلد ۵ ص ۱۱۱ وغیرہ)

مجاوب: حضرت مولانا عبدالحی صاحب کے جس فتویٰ کا حوالہ دیا ہے وہ ان کے مجموعہ فتاویٰ جلد ۵ ص ۱۱۱ میں موجود ہے (اور یہ مستند۔) مادی جلدی الادبی ۱۲۹۰ھ کا ہے۔ مسئلہ مولوی محمد عثمان علی صاحب خطیب دہلی اہم جامع مسجد نبوی مدلل اور وہ یوں ہے۔ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی سے طلاق دیا جس میں کہا کہ میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا پس اس میں کیا

گناہ لازم ہوگا۔ موطائی اہم ہاکث میں مروی ہے۔ ان دجیل قال فی بن عباس بنی طلفت امراتی مائتہ تطلیقة فماذا اشری فقال له ابن عباس طلفت منك بشوات وسمیع وتبعین اتخذت بها آلیات اللہ ہذا شیخ معانی آثار میں ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال فی الرجل یطلق المیکر ثلاثا انہا یدخل لہ حتی یتک زوجا غیرہ۔ موطا امام مالک میں مروی ہے۔ اطلق رجل امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها ثم یدأله ان یتکھا فیمارس فیستفی عبد اللہ بن عباس وابا ہشیرۃ فی ذلک فقال لہ انی ان یتکھا الا ان یتک زوجا غیرک قال فانہا طلاق ایاھا واحدة فقال ابن عباس نیک ارسلت ما کان لک من فضل اور ایسا ہی حکم حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور حضرت عمرؓ کا اسی امر پر اہتمام کرنا اور تین طلاقیں کے وقوع کا حکم دینا اگرچہ ایک حد میں ہوں صحیح مسلم بخبر میں مروی ہے اور یہی قول بوافق ظاہر قرآن سے ہے۔ باقی یہ حدیث جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے مکان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلی بکرمہ سنتین میں خلافت عشر ملاق الشلوٹ واحدة فقال عثمان الناس قد استعجلوا فی امر یمان لہم فیہ اناۃ فلو اہمیتہ علیہد پس اس کی تاویل چھوڑ دینا میں وقتدار کے نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ طلاق کے لفظ اگر کہتے تھے تو اس سے تاکیہ منظور ہوتی تھی اس وجہ سے وہ ایک ہی ہوئے کھا ذکرہ النووی وابن الہمام وعلیہما واللہ اعلم حذره المراجع عقوبۃ القوی والواחסات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی الخفی۔

(مجموعہ فتاویٰ علماء ص ۲۹۴ تا ۲۹۵)

حضرت مولانا مرقم کا یہ مفصل مائل اور میں نے فتویٰ ایک کتبہ اور مجل اور نیز مائل فتویٰ (مہینے عرض کیا جا چکا ہے) اس سے قبل کہ ہے لہذا انما یؤخذ بالآخر فالآخر کے قاعدہ کے مطابق یہی آخری فتویٰ ان کا قابل اعتدال و معتبر ہے اور پہلا فتویٰ مردود ہے۔

حلا وہ الزی حضرت مولانا اپنی وفات سے تقریباً دو برس پہلے تقریباً ۱۳۴۲ھ میں یعنی پندرہ پہلے قوسے کے بارہ سال بعد العدا میں مکر فرماتے ہیں کہ۔ القول الثالث ان الشلوٹ باقیہا تیسرے قول یہ ہے کہ اگر کسی نے تین طلاقیں واقع سوہکات المرأة مدخولہا وغیرہ کریں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔ عام مدخولہ وهو قول جمہور الصحابۃ اس سے کہ عورت سے بہت سی لگی ہو ورنہ والتابعین والائمة الذریعة وغیرہم ہوا دوسری جو دوسری کہ لیں اور اگر اگر من المجہدین واتباعہم اور دوسری جمہور میں اور ان کے متعلق کا قول ہے۔ رجعة الریاء جلد ۱۱ حاشیہ نثر نقالیہ

اور مولانا مرقم نے بحوالہ اس قول اور مسلک کا اثبات کیا ہے اور دوسرے قول کو نقل کر کے ان کا مکمل جواب دیا ہے۔ اس عدا سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر المومنین جن میں حضرت امیر شافعی بھی ہیں کسی کے قابل ہیں کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور پہلے (مردود اور مردوم) فتویٰ سے معلوم ہو گیا ہے کہ اس میں حضرت امیر شافعی کا اختلاف ہے اور اسی لیے اس فتویٰ میں اس کی تصریح ہے کہ متفق کسی عام شافعی سے استنسا کر کے اس کے نمونے پر عمل کرے جب اس مسئلہ میں فتویٰ اور شافعی کا مسئلہ سے کوئی اختلاف نہیں تو پھر شافعی کا مسئلہ سے استنسا کر کے اور اس کے فتویٰ پر عمل کرنے کا کیا خیال؟ الغرض یہ تمام دلائل اس فتویٰ کے الحاقی و مبرور و مردوم ہونے پر دل ہیں۔

مفت الطالقات

میں طلاقیں کو ایک قدر دینے والوں میں جو خود دلائل پیش کرنے میں عاجز ہیں انہیں تین پیش ہیں اعلام المسوئین زاد المعاد اور اخاشۃ اللہ فان وغیرہ میں انہوں نے صحافت کے صفحات اس مسئلہ کے صحیح اور حق ثابت کرنے کے لیے سیاہ کر ڈالے ہیں، ان کا مطلب سے پیش کردہ دلائل کا مکرر ذکر آپ نے کر ہی لیا ہے۔ اس بنا پر سب معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ان کے بعض اہم مشاطات کا تذکرہ بھی کریں تاکہ اس مسئلہ کے بارگاہ

اجاگو ہو کر سامنے آجائیں۔

پہلا مخالف

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اگر بات مردم شماری پر ختم ہوتی ہے تو ہم اس میں بھی کوئی غلبہ نہیں کر سکتے۔

وخن نکاشر کعبہ بکل صحابی مات ہم ہر اس صحابی کو کشا کر کے حضرت عمرؓ کی عداوت
الی صمدن خلافة حمیر دیکھنا کی ابتدائی دور تک وفات پانچے ہیں تو یہ غلبہ
مقدمہ دھندلہ و افضلہ و انہما میں گئے تو میں ان سے مقدم ہزار افضل
من کل معہ من الصحابة علی علیؓ حضرت ابو بکرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ ان کے
علیؓ عہدہ الخ زائد الماحدہم علیہم مکتوبہ دور میں صحابی تھے کافی ہیں۔

المجاوب بیدہ حافظ ابن القیمؒ کا زمام خطبہ ہے اور اس سے ان کا مطلب ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اوتو اس لیے کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت جو حکم دینے میں ہے وہ تو متنازع نہ ہا ہے جو صحیح بنی ملاحق کو ایک قرار دینے کا ذکر آتا ہے اور جس کی مفصل بحث عرض کر دی گئی ہے کیا اس روایت کے علاوہ حافظ ابن القیمؒ اور ان کے اتباع کسی صحیح اور صریح حدیث سے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں بنی ملاحق کو ایک قرار دینا اگر سب سے زیادہ صحیح ہے اور خلافت اس کے ہم باحوال ثابت کر پکے ہیں کہ خود حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بنی ملاحق نے بی گناہی اور اپنے ان کو تین ہی قرار دیا جب وہ الیگٹھ سے قطعاً قاصر ہیں تو حضرت ابن عباسؓ کی نقل اور قول روایت کیے بغیر نظر مردم شماری کا یہ مطلب؟ پہلے ان کو تین ملاحق کو ایک کرنے کا صحیح اور صریح حوالہ دینا چاہیے پھر حضرت صحابہ کرامؓ کی مردم شماری کو اکتیں۔ و شائبہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت دو سال اور عمارؓ عتی (احمال ۵۵) اور اس دور میں الیگٹھ کوئی واقعہ پیش نہیں آیا کہ کسی نے تین ملاحق ہی ہوں اور پھر ان کو حضرت ابو بکرؓ نے یا ان کی خلافت میں کسی اور نے ایک قرار دیا ہو اگر سب کو صحیح اور صریح حوالہ دیکر اسے اور پھر یہ بات بھی طویل نظر

ہے کہ خیر القول کے اس مبارک دور میں ملاحق میں بغض ترین چیز کا ممکن ہے کہ تقرباً سو اور سال کے عرصہ میں سے کوئی واقعہ ہی پیش نہ آیا ہو اگر ہوا بھی ہو تو صرف تین یا مثلاً دو بار دیکھتے ہوئے ہوں اور یہ کہتا ہے کہ ان اس وقت اکثر صحابہ کرامؓ کو طعن نہیں نہ ہوا اگر بالعرض تین کو ایک ہی قرار دیا گیا ہو تو پھر بھی اس پر کسی صحابہ کرامؓ کے اتفاق اور مردم شماری سے کیا فائدہ؟ و شائبہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں اگر کسی شخص نے مخالف پر ہمارا ہونا یا جو کچھ ہم سے روایات کی محاذوں میں بہت کم صحابہ کرامؓ سے ہم سے اور جو کچھ ہم سے ہم سے شیعہ ہونے والوں کی تعداد صحابہ کرامؓ کے طبقہ میں سے کچھ نہیں سے متجاوز نہیں اور یہ مسئلہ برداشت حضرت ابن عباسؓ حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو یا تین سال میں جاری تھا کہ تین ملاحق کو ایک قرار دیا جائے تو اس قدر میں کہنے صحابہ کرامؓ تھے جو شیعہ ہونے یا فوت ہو گئے جن کو حافظ ابن القیمؒ نے حکم خود ساتھ ملا کر مردم شماری نہ جانے کے درپے ہیں حضرت عمرؓ کے ایام خلافت میں روایوں اور بیانیوں کے ساتھ اور اسی طرح طاعون مگر اس اور دیگر مواقع میں کرتے ہوئے گناہی صحابہ کرامؓ سے شیعہ ہونے اور اسی طرح طاعون مگر اس اور دیگر مواقع میں کافی وفات ہونے لیکن ہاں جس اس کے بعد بھی صحابہ کرامؓ کی اکثریت دیکھ کر ہی انہیں حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو یا تین سال میں حضرت صحابہ کرامؓ میں بنی ملاحق ہی شیعہ ہونے یا بنی ملاحق پر وفات ہونے کا خیال؟ اس مسئلہ سے بے خبر کر تین ملاحق کی ایک بات ہوئی ہے، پھر ان کی مردم شماری سے کیا خیال؟ بخلافت اس کے جب حضرت عمرؓ نے تین ملاحق کو تین ہی قرار دیا تو اس پر حضرت صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا اور کسی نے اس کے خلاف لب کشائی نہ کی حتیٰ کہ روای حدیث تین تین بنی ملاحق بھی حضرت عمرؓ اور اجماع صحابہ کرامؓ کے ہمنوا ہو گئے اور تین ملاحق کو تین ہی قرار دیتے ہیں۔

حافظ ابن القیمؒ کا یہ فرمانا سراسر باطل ہے کہ۔

لا یصح من جمہ الصلیق احد ردہ ذالھ حضرت صدیقؓ کی خلافت میں اس کو روکنے والا رد
وخالفہ رائیۃ الیہان جلد ۱۱۷ اس سے اختلاف کر کے والا کوئی خادم نہیں ہو سکتا

کیونکہ حافظ ابن القیم کہہ چکے ہیں کہ نبوت کا نیا ہے کہ فلاں صحیح اور صریح، مرفوع روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں تین طلاقیں کو ایک قرار دیا گیا اور اس کے خلاف کوئی مخالفت اُرد نہیں ہوئی، اس کے بغیر محض ہوائی تفسیر سے بخلاف اس کے حضرت عمرؓ سے صحیح روایت ہے تین کو تین قرار دینے کا ثبوت موجود ہے اور اس کے خلاف کوئی آواز نہیں ابھی۔
دوسرے مخالف

حافظ ابن القیم تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کی وفات کے وقت ایک لاکھ سے زیادہ حضرات صحابہؓ موجود تھے جنہوں نے آپؐ کو دیکھا اور آپؐ کا کلام سنا تھا کیا تمہیں اس پر قدرت ہے کہ تم ان سب سے یا ان میں سے کسی سے یا ان کے بغیر خبر یا ان کے بغیر خبر در عشر عیش سے یہ ثابت کر سکو کہ انہوں نے ایک دفعہ تین طلاقیں کو تین ہی قرار دیا ہے اگر تم اپنی بوری طاقت بھی صرف کرنا اور تو تم پہلی نفوس سے بھی یہ ثابت نہیں کر سکتے مخالفانِ حق اس سے مختلف اُقال اُتے ہیں۔

فقد صم عن ابن عباسؓ القولان و بیشک حضرت ابن عباسؓ سے دونوں قولی صحیح عن ابن مسعودؓ القول بالثلاث و صحیح ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ تین طلاقیں کو صحیح عنہ التوقف اھ تین لازم کرنے کا قول صحیح ہے اور ان سے توقف (زاود الحاد جلد ۴ ص ۱۷۷) کا قول بھی صحیح ہے۔

الجباب یہ بھی حافظ ابن القیم کا زمامِ طبع ہے کیونکہ ہم نے حضرات صحابہؓ کو اجماع کا اجماع پہلے ہی احوال عرض کر دیا ہے اور ہم حافظ ابن القیمؒ اور ان کے شاگردوں سے ان کے پیش کردہ اصول کے مطابق یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بجائے پہلی نفوس کے دس نفوس سے اور دس جگہ دس نفوس کے پانچ نفوس سے اسوا کہ کسی صحیح صریح اور متصل روایت سے ثابت کر دیں کہ انہوں نے تین طلاقیں کو ایک قرار دیا ہے اور اس کے لیے قرآن اشراف علیہ السلام تک مصلحت سے دیکھ دیکھ۔ رہا یہ امر کہ حضرت ابن عباسؓ کے

دونوں قولی صحیح ہیں یہ بھی حافظ ابن القیم کا مخاطب ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ صرف ایک ہی قول صحیح ہے کہ تین طلاقیں میں ہی ہوتی ہیں ہاں دوسرے قول ان کا یوں صحیح ہے کہ بغیر غرضی ہائی متفرق طور پر دی گئی تین طلاقیں ایک ہوتی ہے یہاں کہہ چکی دفعہ کے حوالے سے پہلے گزرا ہے مگر ہاں کہ تین طلاقیں کے ایک ہونے کا کوئی قول ان کا صحیح سند سے ثابت نہیں ہے من اذنی خلافة فعلیہ الہیان بالہما۔ اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ کا صحیح قول اور صحیح روایت تین طلاقیں کے تین ہونے پر بھی دال ہے تو حضرت کی روایت کی صحیح اور متصل سند سے ثابت نہیں ہے بلکہ انہی شرط ہے اور پہلے ضرور حافظ ابن القیمؒ کے حوالے سے یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ بلاشبہ حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ سے تین طلاقیں کا تین ہونا ہی ثابت ہو چکا ہے اگر اس کے خلاف بھی ان سے کچھ ثابت ہے تو حضرت صہ ملا شاذ عن ابن مسعودؓ لڑکی روایت، بلاشبہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ کیا حافظ ابن القیمؒ کے نزدیک ملا شاذ رحمہ اللہ سے اہم سند میں دو متضاد حکم اور روایتیں ایک وقت صحیح ہو سکتی ہیں؟ یا بلاشبہ صحیح روایت کے مقابل میں تو حضرت کی روایت ہی صحیح ہو سکتی ہے؟ یہ حافظ ابن القیمؒ کا زام و ہم اور مخالف طبع، اللہ تعالیٰ سونہم سے پچھلے۔

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ اور زہریؒ علماء فرماتے ہیں کہ اگر عورت کی رمی دفعہ سات سنگ چڑھنے سے کی جائے تو وہ ایک ہی جگہ اسی طرح تین طلاقیں کو بھی ایک ہی جگہ چلا دیتے۔ (مصلحہ افکارہ السنن جلد ۱ ص ۱۷۷)

جواب ۱۰۔ اس سے بھی استدلال صحیح نہیں ہے۔ اولاً اس لیے کہ عورت پر کچھ ایسا مارنا اور ہر ٹکڑی کے وقت اٹھ کر کھانا ایک قسم کی عبادت ہے اس پر طلاقیں صحیح طور پر کو قیاس کرنا فیکس صحیح الطریق ہے و ثانیاً جملہ پر کچھ ایسا پھینکنے کے سلسلہ میں حضرت علیؓ علیہ السلام کا حکم کا صریح اثر دیکھو۔

دو ہی جملہ اداؤں (محلہ جلد ۱ ص ۲۹) کہلوت کی کمال لگاؤ ایک ایک کے لیے ہی ہوتا ہے۔
 مختلف طلاق کے اس میں تشریق اور جمع دونوں صورتوں کا اعتبار کیا گیا ہے، اگرچہ
 مستحق طلاق میں بھی ہے کہ ہر طرف سے ایک ایک جہتی چاہیے مگر دفعہ تین طلاقوں
 کا اعتبار بھی کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہاتھ بکشت پہلے عرض کی جا چکی ہے اور کثرت فعلی
 اندہ تینالی علیہ ذاکہ و ذلک کے مجموعہ صحابہ اور جوہر مست کے اتفاق سے تین طلاقوں کا تین
 ہونا ثابت ہے مگر دفعہ سات کی شکلوں کی بیک وقت رمی فعل رمی کا ثبوت نہیں،
 لہذا لفظی کا اس پر قیاس پرگز جمع میں ہے وفاق قطع نظر دوسرے موقع کے جبہ الارواح
 کے موقع پر ترمیم بہرہ رمل کی تعداد میں کثرت صحابہ کو لفظ نے آپ کے ساتھ دفعہ شریعہ اور کیا
 اور عبارت کی رملی بھی کی ہوگی ایک ہی مجموعہ اور صریح ثبوت نہیں کہ انہوں نے دفعہ سات
 کی کیا ہیئتیں اور ان کو ایک شمار کیا یا اس کے برعکس اس میں دفعہ طلاق تین ہی
 دی گئیں اور ان کا اعتبار ہوا۔
 چوتھا مضاف اللہ۔

حافظ ابن القیم فرماتے ہیں کہ لسان میں اگر کوئی شخص جملہ سے چار مرتبہ شہادت دینے کے
 ایک ہی وقت میں کہیں چار دفعہ شہادت دیتا ہو تو اس پر اتفاق ہے کہ وہ ایک
 ہی شہادت تصدیق ہوگی، اسی طرح دفعہ تین طلاقیں بھی ایک ہی ہوں گی۔

(محصلہ اغاثة اللفعان جلد ۱ ص ۲۹)

جواب۔ اس سے بھی استدلال نام نہیں ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ اگر کوئی
 شخص کسی دیا عورت پر ذاکہ الارواح لگائے تو ذاکہ وحیث کی تصریح کے مطابق اس کو چار
 گواہ قائم کرنے چاہیے اگر تین گواہ ہوں اور چوتھا مسبا ذہب کے ذالزم لگائے والے کو
 اتنی گواہی سزا ہوگی اور حکم مخصوص ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر ذاکہ الارواح عائد
 کرتا ہے اور گواہ ہو تو نہیں تو اس صحت میں لسان بھی لگا جو ایسی شہادت اور گواہی کا نام
 ہے جس میں قیاسی حکمت کے لحاظ سے ٹی ہوئی ہو اور یہ لسان خاندہ کے حق میں معتقدات

کے قائم مقام ہے اور حجت کے حق میں مذہب کے قائم مقام ہے اور معتقدات اور معتقدان اور
 حدود کی حد میں ہیں اور آپ اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چار شہادتیں چار گواہوں کے عین
 میں ہیں، ان میں ایک ایک گواہ کا مطلوب ہیں، تین سے تین کا نہیں چل سکتا تو چھ لسان
 میں شہادتیں بھی کی ہیں ہی جیسے علاوہ ان میں حدود میں شہادت کی پناہ پر بھی حکم کوئی دینا شرعاً
 مستحب اس لیے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے علیہ السلام کو ذاکہ و ذلک رملی
 فرمایا اور ذاکہ الحدود عن المسلمین ما استطاعت الحدیث فی الجامع العصفور ص ۲۹
 وقال صحیح کہ سنانوں سے جتنا بھی تھمے بس میں ہو محدود کو ذاکہ و ذلک رملی شک
 اور شبہ بھی ہو تو سزا دو دوسا پر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا قیاس باطل دم و دوسرے
 کی ذکوہ طلاق تو نسخہ سے ہی واقع ہو جاتی ہے اور جب ان میں اننا واضح فرق ہو تو وہ ہے تو
 ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

پانچواں مضاف اللہ

حافظ ابن القیم فرماتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ
 شہادت اللہ و جہدہ پڑھے تو اس کے گناہ رحیم کا تعین حقوق اللہ و تعالیٰ
 سے ہے۔ مقدم مصنف ہر ماہ میں گناہ رحیم سے گناہ جہاد جتنے بھی ہوں تو اگر کوئی شخص
 ایک ہی دفعہ کے شہادت اللہ و جہدہ مائتہ مرتبہ کر لے اس سے ایک دفعہ ملو
 ہوگی نہ کہ سو مرتبہ اسی طرح تین طلاقیں بھی جو دفعہ تین جہادیں ایک ہی تصدیق ہوگی، نیز
 حدیث میں آتا ہے کہ نماز کے بعد ۲۴ مرتبہ شہادت اللہ ۲۴ مرتبہ الحمد للہ اور ۲۴
 دفعہ اللہ اکبر پڑھا جائے تو اگر کوئی شخص ایک دفعہ شہادت اللہ کے ساتھ ۲۴ کا
 عدد لگائے تو وہ ایک ہی پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح تین طلاقوں کو ایک سمجھا جائے گا
 (محصلہ اغاثة اللفعان جلد ۱ ص ۲۹ و خیر منہ فی زاد المعاد جلد ۱ ص ۲۹)
 الجواب۔ حافظ ابن القیم کا یہ فرمایا بھی بالکل بے جا اور بیکار ہے۔ آؤ تو کہیں
 لیے کہ لسان تعالیٰ کا ذکر فی حدیث مطلوب و محروم ہے پھر اس پر طلاق جس پر عرض کی جا چکی

یہ تصور کر کے گریا میں نے طلاق ہی نہیں دی یہ صدمہ اس میں نہیں ہوئی اور حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ

ثلاث جدهن جد وھن جد الکحل
والطلاق والرجعة والوداع ۱۹۹ ترجمہ
میکلا ۱۱۱ ماجہ ۱۱۱ و حدیث ۱۱۱ و در فطن
۱۱۱ و الجامع الصغیر ۱۱۱ و قال حسن

اس سے معلوم ہوا کہ طلاق ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سفر ہو اور دل کی کچھ بات ہو
ویدی جلتے تو واقع ہو جائے ہے بخلاف اقرار کے کہ اس میں کوئی کی جتنی کا دخل ہوتا ہے اور
اقرار کر کے پکے بعد اس سے انکار اور رجوع بھی کیا جاسکتا ہے مگر لائق میں بائینی رجوع
نہیں ہو سکتا کہ وہ واقع ہی نہ ہوا واقع ہونے کے بعد طلاق بھی نہیں ہو جاتا کہ جدا
اور عرف عام میں یہ طرح ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نہیں سو دن اقرار کرتا ہوں اور
میری طرف سے نکاح کو لاکھوں سلام ہیں اور عرف عام میں اس سے بھی کہا جاتا ہے کہ گویا
اس نے سو دن اقرار کر لیا اور لاکھوں مرتبہ سلام کہہ ڈالا بائنی نہ ماننے کے اقرار کو عام اقرار پر
قیاس کر نامرور ہے کیونکہ اقرار بالزنا محدود کی میں ہے اور اس کا معنی عام ہی ہے اس
میں بعض حضرات اقرار کو ان کے نزدیک چار دفعہ انگ انگ مجلس میں اقرار کرنا اجہر حد کے
سیلے مفردی ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے (ملاحظہ ہو بخاری ص ۱۱۱)

ماظاہر التیم حضرت ابن عباس کی کلام دلی روایت کے بالکل میں فرماتے ہیں کہ
وھذا الحدیث قد رواہ عن ابن
عباس ثلاثۃ نفر صاؤس وھو
اجل من روی عنہ والوالعبد
الحدوی والوالجوزاء وحدیثہ
حضرت ابن عباس سے روایت کے والد میں
سب سے بل میں اور ابوالعباس اور ابوالجوزاء اور

عند المحاکم فی المستدرک الخ ان کی روایت امام مالک نے مستدرک میں
(رافعہ جلد ۱ صفحہ ۳۷)

المجاہد یہ بھی حافظ ابوالقیوم کا زاد جم ہے کیونکہ حضرت ابن عباس سے روایت
کے دالے ایک حدیث طائیف میں ہے کہ کلمہ طہنہ تک وغیرہ کی روایت میں ہے اور کلمہ
ابن ابی ہشام میں ہے کہ ایک مستدرک جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ کی روایت میں ہے امام مالک اس کی تصحیح کرتے
ہیں اور علامہ ابن تیمیہ مستدرک جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں عبد اللہ بن
مروان ہے اور محمد بن کریم اس کی تضعیف کرتے ہیں ضعیفہ مستدرک کی روایت میں
ابوالجوزاء صرف ایک معانی کی حیثیت سے ہے نہ کہ راوی کی حیثیت سے اور اسی طرح
مسلم وغیرہ کی روایت میں ابوالعباس سال سے نہ کہ راوی۔ الخضر حضرت ابن عباس
سے بغیر حضرت طاؤس کے کسی قدر راوی کی روایت صحیح نہیں ہے اور ابوالعباس اور ابوالجوزاء
اس روایت سے کہ راوی ہیں جن میں محض معانی ہیں ان طاؤس کی روایت کیلئے گدچل ہے۔
اقتضال من ملاحظہ

بل لوشنا لقلت ولصدقا ۱۱۱
ھان اجماعا قدیم لم یختلف فریہ علی
عہد الصدیق اثنان ولکن لعین فوض
عمر الجمیعین حتی حدت الاختلاف
فلم یستقرار اجماع النزل حتی صار
الصحابۃ علی قولین واستقر الخلاف
بین الذمۃ الی الیوم لھو فتول لھو
یعنا لعل عشا اجماع من تقدمہ بل
وہی الزامہ بالثبات حقوۃ لھم
لما علموا انہ حدیم وتا لبعوا فیہ ولا یح
بلکہ اگر ہم جائیں تو کہہ سکتے ہیں اور ہم اس میں
پہنچے ہیں کہ بے شک تین طاؤس کے ایک ہونے
پر پہلے اجماع تھا اور حضرت صدیق کے زمانہ
میں اس میں دو راویوں کا اختلاف بھی نہیں ہوا
لیکن تو بخرا بھی ایک اجماع کرنے والوں کا دور
ختم نہیں ہوا تھا کہ اس میں اختلاف پیدا ہو گیا
سورہ اجماع نہ تک سبب ان تک حضرت صحابہ
کرام کے دو قول ہو گئے اور امت کا اختلاف
ماہور پیدا ہوا ہے چہرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر
نے پہلے لوگوں کے اجماع کی مخالفت ہی نہیں کی

کی کرنی قسم اس پر دال نہیں ہے لیکن مقتدہ کراس سے کیا واسطہ وہ تو اپنی نفرت کے لیے جو چاہے کر سکتا ہے (محصلہ اغاثۃ اللہمغان جلد ۱ ص ۲۱۵) مگر اپنے مغالطہ کی طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی کہ وہ خود کیا فرما رہے ہیں؟ اور ان کی سینہ زاد باتوں میں کیا وزن ہے؟ اور کیا دلائل و براہین کے معیار پر وہ باتیں اترتی بھی ہیں یا نہیں؟ یہ یاد ہے کہ حافظ ابن القیم کی شخصیت اور مجبوری لحاظ سے ایسی علمی خدمات کا ہمیں کوئی انکار نہیں، اور ان سے ان کی شان کے مناسب ہمیں بے حد عقیدت و محبت ہے گفتگو تو صرف ان کے بے جان اور بے وقعت اور بے وزن دلائل سے متعلق ہو رہی ہے جو انہوں نے اجلع امت حضرات ائمہ اربعہ اور جمہور محدثین و فقہاء عظام کے خلاف پیش کرنے کی بے جاسی کی ہے حالانکہ جمہور کا اس مسئلہ میں جو نظریہ ہے وہ محض اجتہاد و قیاس پر ہی مبنی نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے ماخوذ بلکہ مصرح ہے۔

دعا ہے کہ پروردگار تمام اہل اسلام کو حق پر قائم و دائم رکھے اور قرآن و حدیث اور جمہور علماء و بزرگواروں کے دامن سے وابستہ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمْ عَلٰی خَلِیْفِہٖ سَيِّدِ الدُّنْیَا
وَالْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاصْحَابِہٖ السَّالِطِیْنَ
نَشْرُوْا الْاَحْکَامَ وَالْاَدِیْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ بِاَخْلَاصٍ
وَبِقَبْلِیْنَ ۝

احقر النذل

ابوالزاہد محمد سرسفرار

صدر مدرس مدرسہ نصرتہ العلوم کبیر الزوالہ خطیب جامع مسجد کھڑ

۱۷ شوال ۱۳۸۷ھ

۱۸ جنوری ۱۹۶۸ء

مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

خزائن السنن تقریر ترمذی	احسن الکلام مسئلہ فاتحہ خلف الامام کی مدلل بحث	تسکین الصدور مسئلہ حیات انجمنیہ مدلل بحث	الکلام المفید مسئلہ تقلید پر مدلل بحث	ازالۃ الارب مسئلہ علم فہم پر مدلل بحث
راہِ سنت ردیہ عات اجواب کتاب	مقام ابی حنیفہ	اسماء مہدی	طائفہ منصورہ نہایت پختہ کردہ کی طاعت	ارشاد الشیعہ شیعہ نظریات کا مدلل جواب
آنکھوں کی ٹھنڈک مسئلہ ضرورت پر مدلل بحث	عبارات اکابر اکابر علماء مدعی ہندی مہارات پر اعتراضات کے جوابات	صرف ایک اسلام	گلدستہ توحید مسئلہ توحید کی وضاحت	دل کا سرور مسئلہ عقائد کی مدلل بحث
درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ	احسان الباری بخاری شریف کی ابتدائی احکامات	تبلیغ اسلام ضروریات دین پر مختصر بحث	چراغ کی روشنی معارف جمع کے ہندو مشنریوں کی دھرم کے اعتراضات کے جوابات	مسئلہ قربانی قربانی کی فضیلت اور ایام قربانی پر مدلل بحث
سیاسیت کا پس منظر سیاسیوں کے عقائد کا رد	مقالہ ختم نبوت قرآن سنت کی روشنی میں	بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کی خدمات ذہنی و دماغی پر اعتراضات کے جوابات	راہ ہدایت کرامات و معجزات کے بارے میں صحیح عقیدہ کی وضاحت	سینا بیچ غیر تقلد عالم مولانا غلام رسول کے رسالہ تراویح کا اردو ترجمہ
آئینہ محمدی سیرت پر مختصر رسالہ	تفریق الخواطر جواب تنویر الخواطر	انعام البرحان رد توضیح البیان	حلیۃ المسلمین داؤد حسی کا مسئلہ	توضیح المرام ذیل مسیح علیہ السلام
توثیق ہمد مسئلہ الحادوی سادات کے لئے ذکوۃ دیرینہ کی مدلل بحث	ملا علی قاری اور مسئلہ فہم معاشرہ و غیر	المسک المصنوع	الشہاب السبین بجواب اشہاب الثقب	عمدۃ الاثبات تین طلاقیں کا مسئلہ
توثیق حدیث حیث مدعیہ پر مدلل بحث	انکار حدیث کا شرعی دفعہ	سودودی صاحب کا غلط فتویٰ	چالیس دعائیں ذکر بہتہ کرنا چاہیے	اختفاء الذکر بجواب راہ جنت
عکم الذکر بالجہر بجواب انکار علم الغیب	اطیب الکلام نقص احسن الکلام	چہل مسئلہ حضرات بریلویہ	مولانا ارشاد الحق شرعی صاحب مجاہدہ و تہذیب	مرزائی کا جنازہ اور مسلمان
عمر اکادمی کی مطبوعات	خزائن السنن جلد دوم کتاب حدیث	بخاری شریف غیر متعلقہ بین کی تحریروں	حمیدیہ معارف کی کتاب رشیدیہ کا اردو ترجمہ	جنت کے نظارے معارف کی تقریری کی کتاب مدعیہ انکار اربعہ کا اردو ترجمہ
تین طلاقیں کے مسئلہ پر مقالہ کا جواب مقالہ		علامہ کوثری کی تانیب الخطیب کا اردو ترجمہ امام ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع		